ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

3

8 تا 14 ربیع الثانی 1437ھ/19 تا 25 جنوری 2016ء

اس شمارے میں

عدل: امن کا ضامن

اللہ ہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے!

زمیں پہ اپنے لیے......

دہشت گردی کے بارے میں تنظیم اسلامی کا مؤقف

سود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے حوالہ سے 14 سوال اور ان کے جوابات (6)

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

اپیل بنام وزیر اعظم پاکستان

اسلام یا جاہلیت......ایک فیصلہ کن دوراہا!

''کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور کون ہوسکتا ہے۔'' (المائدہ:50)

قرآن کی رو سے انسان پر انسان کی حاکمیت کا نام ''جاہلیت'' ہے۔ یہ انسان کی انسان کے لئے غلامی ہے، اللہ تعالیٰ کی بندگی و غلامی سے انحراف اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور الوہیت کا انکار ہے۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بجائے انسانوں کی بندگی اور غلامی کا اعتراف و اقرار ہے۔ قرآن کی نص کی رو سے ''جاہلیت'' کسی خاص زمانے یا دور کا نام نہیں ہے بلکہ ''جاہلیت'' ایک خاص حالت اور طریق زندگی کا نام ہے، یہ طریق زندگی کل بھی پایا جاتا تھا اور آج بھی پایا جاتا ہے۔ قرآن جاہلیت کو اسلام کے مدمقابل، اس کے نقیض اور ضد کی حیثیت سے متعارف کراتا ہے۔ کوئی بھی زمانہ اور مقام ہو، جب بھی لوگ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے، اس صورت میں وہ اللہ کے دین کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ بصورت دیگر لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور ضابطوں کے تحت زندگی بسر کریں گے اور اس وقت ان کا اللہ کے دین سے کوئی تعلق نہ ہوگا، اسی کا نام جاہلیت ہے۔ جو شخص اللہ کے احکامات اور اللہ کی عطا کردہ شریعت کو ترک کرتا ہے وہ دراصل جاہلیت کی شریعت اور حکمرانی کو قبول کرتا اور جاہلیت میں زندگی بسر کرتا ہے...... یہ ہے اسلام یا جاہلیت کا دوراہا! اللہ تعالیٰ اس دوراہے پر انسانوں کو کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد انہیں اختیار حاصل ہے کہ اسلام یا جاہلیت میں سے جس کا چاہیں انتخاب کریں؟

تفسیر فی ظلال القرآن

سید قطب شہیدؒ

الھدیٰ (689)

قرآن اہل ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ بنی اسراءیل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 82 تا 84

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾
وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿٨٣﴾ قُلْ كُلٌّ
يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾

آیت ۸۲ ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴾ ''اور ہم قرآن سے وہ کچھ نازل کرتے ہیں جو شفا اور رحمت ہے اہل ایمان کے حق میں۔''

قرآن کا ذکر اس سورت میں جتنی مرتبہ آیا ہے کسی اور سورت میں نہیں آیا۔ اس آیت میں قرآن کے احکام کو اہل ایمان کے لیے شفا اور رحمت قرار دیا گیا ہے۔

﴿وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾﴾ ''لیکن یہ ظالموں کو نہیں بڑھاتا مگر خسارے ہی میں۔''

آیت ۸۳ ﴿وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ﴾ ''اور جب ہم انسان کو نعمتوں سے نوازتے ہیں تو وہ اعراض کرتا ہے اور (ہم سے) کنی کترانے لگتا ہے۔''

﴿وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿٨٣﴾﴾ ''اور جب اس پر کوئی تکلیف آپڑتی ہے تو مایوس ہو کر رہ جاتا ہے۔''

آیت ۸۴ ﴿قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ﴾ ''آپؐ کہہ دیجیے کہ ہر شخص کام کرتا ہے اپنے شاکلہ کے مطابق۔''

''شاکلہ'' سے مراد ہر انسان کی شخصیت کا مخصوص سانچہ ہے۔ انسانی شخصیت کے مخصوص سانچے کی تشکیل میں انسان کے موروثی genes اور اس کا خارجی ماحول بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ گویا موروثی عوامل اور ماحولیاتی عوامل کے حاصل ضرب سے انسان کی شخصیت کا جو ہیولیٰ بنتا ہے وہی اس کا شاکلہ ہے۔ کسی شخص نے نیکی اور برائی کے لیے جو بھی محنت اور کوشش کرنی ہے وہ اپنے اس شاکلہ کے اندر رہ کر ہی کرنی ہے۔ گویا کسی انسان کا شاکلہ اس کے دائرۂ عمل کی حدود کا تعین کرتا ہے۔ وہ نہ تو ان حدود سے تجاوز کر سکتا ہے اور نہ ہی ان سے بڑھ کر عمل کرنے کا وہ مکلف ہے۔ اور اللہ کو خوب علم ہے کہ اس نے کس کو کس طرح کا شاکلہ دے رکھا ہے۔ اور وہ ہر شخص سے اس کے شاکلہ کی مناسبت سے ہی حساب لے گا۔

﴿فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾﴾ ''پس آپ کا رب خوب جانتا ہے اُسے جو زیادہ سیدھے راستے پر ہے۔''

اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلنَّاسُ مَعَادِنُ)) کہ انسان معدنیات کی طرح ہیں۔ معدنیات میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی خصوصیات (properties) ہوتی ہیں۔ سونے کی ore چاندی کی ore سے بالکل مختلف خصوصیات کی حامل ہے۔ اسی طرح ہر انسان کی اپنی اپنی خصوصیات ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی خصوصیات سے خوب واقف ہے۔

فرمان نبویؐ

قرآن کی تلاوت

عَنْ سَالِمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ))(متفق علیہ)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کے سوا کسی پر حسد کرنا جائز نہیں ایک وہ آدمی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عطا فرمایا ہو اور وہ رات دن اس پر عمل کرنے کے ساتھ اس کی تلاوت کرتا ہو اور وہ آدمی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ رات اور دن اسے اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہو۔''

ایک اور حدیث میں ہے ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں'' علامہ بغوی شرح السنہ میں ایک روایت نقل کرتے ہیں: ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔''

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
8 تا 14 ربیع الثانی 1437ھ جلد 25
19 تا 25 جنوری 2016ء شمارہ 03
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عدل: امن کا ضامن

25 دسمبر کو بھارت کے وزیراعظم نریندر مودی یوں لاہور آئے جیسے کوئی اپنے ننھیال آتا ہے۔ سیدھے وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف کی ذاتی رہائش گاہ جاتی اُمرا پہنچے۔ ماں جی کے قدموں کو چھوا، میاں نواز شریف نے بھی جی آیاں نوں کہا۔ اور بازو پھیلا کر مودی کو سینے سے لگایا۔ حقیقت یہ ہے کہ میاں صاحب عرصہ ہوا اسلام سے دامن چھڑائے ماتھے پر تلک لگائے دیر میں بیٹھے ہند دوستی کی مالا جپ رہے تھے، مودی ہی فضاؤں میں اُڑ رہا تھا۔ سرحدوں پر جھڑپیں، صوبائی انتخابات میں ذلت آمیز شکست اور برطانیہ میں سیاہ جھنڈیوں کے نظارے نے اُسے تھکا دیا اور وہ رام رام کرتا لاہور پہنچ گیا۔ جہاں گھریلو ماحول میں مذاکرات ہوئے اور دونوں ممالک کے درمیان 15 جنوری کو سیکرٹری خارجہ کی سطح پر مذاکرات ہونا طے پا گئے۔ وطن عزیز میں سیکولر ازم کے علمبردار صحافی، کالم نگار اور دانشور جو پہلے ہی پاکستان کا مستقبل لبرل ازم سے جوڑنے پر نواز شریف کے صدقے واری جا رہے تھے۔ وہ جھوم اٹھے، اُن کی باچھیں کھل گئیں تصوراتی طور پر وہ دوستی کی شاہراہ پر رواں دواں ہو گئے۔ ظاہر ہے اُن کی اصل منزل بالی وڈ ہے۔ لیکن 2 جنوری کو سانحہ پٹھانکوٹ نے اُن کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ہم دہشت گردی کی شدت سے مذمت کرتے ہیں وہ کہیں ہو اور کوئی بھی کرے۔ اسی طرح ہم کسی صورت میں بھی بھارت کے ساتھ مذاکرات کے خلاف نہیں، اختلاف صرف حکومت خصوصاً وزیراعظم پاکستان کے طرزِ عمل پر ہے۔ مذاکرات برابری کی سطح پر ہونے چاہییں۔ مذاکرات دونوں فریقوں کے تحفظات پر ہوں، کسی فریق کی دھونس نہیں چلنی چاہیے۔ ہمارا اختلاف یہ ہے کہ ہمیں دفاعی اور معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ پٹھانکوٹ میں دہشت گردی کی مذمت میاں صاحب نے سری لنکا سے مودی کو فون کر کے کی اور فوری طور پر انکوائری کا وعدہ کر لیا۔ ہماری سیاسی اور عسکری قیادتوں نے اس حوالہ سے مسلسل میٹنگ کرنا شروع کر دیں۔ اور بھارت کو مکمل طور پر تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ اور بھارت سے ثبوت مانگے گئے۔ بھارت نے دو ٹیلی فون دیئے جو جعلی ثابت ہوئے لیکن اُس کے باوجود حکومت پاکستان نے جیش محمد کے کارکن گرفتار کر لیے اُن کے دفاتر سیل کر دیئے گئے اور جیش محمد کے سربراہ مسعود اظہر کو گرفتار کر لیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ کارروائیاں اور گرفتاریاں صرف بھارت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کی گئی ہیں؟

اگر تو بھارت نے جیش محمد یا اُس کے سربراہ کے خلاف کوئی دستاویزی اور قابل اعتماد ثبوت دیئے ہیں تو اِن ثبوتوں کو عوام کے سامنے لایا جائے۔ ملزموں کو کٹہرے میں لایا جائے اور اگر جرم ثابت ہو جائے تو اُنہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہی حق ہے، یہی انصاف کا تقاضا ہے۔ لیکن ہمیں اختلاف یہ ہے کہ جو ثبوت پاکستان نے اقوام متحدہ کو بلوچستان اور کراچی میں را کی مداخلت پر فراہم کیے تھے، اُن کا کیا بنا۔ پاکستانی علاقوں میں دہشت گرد کارروائیوں میں جو لوگ ہلاک ہوئے، کیا وہ انسان نہیں تھے؟ اِن کا کوئی والی

وارث نہیں تھا؟ جلال آباد میں پاکستان کے قونصل خانے کے قریب دھماکہ ہوا جس میں کئی افراد شہید اور زخمی ہوئے اُس کے بارے میں میڈیا کی اطلاع کے مطابق ''را'' کا ہاتھ تھا۔ اُس پر پاکستان کی طرف سے آواز کیوں نہیں اٹھائی گئی۔ بھارت میں دہشت گردوں نے P.I.A کے دفتر پر حملہ کر دیا، عمارت کے شیشے توڑ دیئے، پاکستان کی طرف سے اِس پر اعلیٰ ترین سطح پر احتجاج کیوں نہ ہوا۔ یہ ہے اصل میں تکلیف دہ مسئلہ یہ طرزِ عمل محبّ وطن پاکستانیوں کے لیے اذیت ناک ہے۔ احمق ہے وہ شخص، گروہ یا حکومت جو آج کے دور میں جنگ سے مسائل حل کرنے کی بات کرے اور وہ بھی ایسی صورت میں جب فریقین ایٹمی قوت ہوں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یقیناً مذاکرات ہی واحد آپشن ہے بشرطیکہ دوسرا فریق رضا مند بھی ہو اور آپ کے تحفظات کو بھی کسی نہ کسی سطح پر پروزن دینے کو تیار ہو۔ لیکن اگر بات یہ سامنے آئے کہ مخالف فریق صرف اپنے مسائل، اپنے تحفظات اور سب سے بڑھ کر اپنی فوری ضرورت یا مطالبہ پورا کرنے کی بات کرتا ہے تو پھر ہم مذاکرات کے لیے کیوں مرے جا رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہے بھارت اپنے تاجر اور صنعت کار طبقے کے اصرار پر مذاکرات کی طرف راغب ہوا ہے۔ وہ افغانستان کے راستے وسطی ایشیا سے تجارتی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ افغانستان میں لوہے کے نئے دستیاب شدہ ذخائر سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اُس کے لیے اُنہیں پاکستان سے راستے کی ضرورت ہے۔ مودی نے شروع میں یہ مقصد دھمکیوں اور جنگ و جدل سے حاصل کرنا چاہا۔ اور اس کے لیے امریکہ سے بھی مدد چاہی۔ امریکہ یقیناً اُس کی مدد کرتا لیکن افغانستان کے حوالہ سے اُس کی بھی کچھ مجبوریاں تھیں اُسے پاکستان کے تعاون کی ضرورت تھی لہٰذا اُسی نے مودی کو مذاکرات کی راہ دکھائی۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی ہمیں مذاکرات سے انکار نہیں کرنا چاہیے لیکن گزشتہ اڑسٹھ سال سے جو کشمیریوں کا خون خاک میں مل رہا ہے، اُسے فراموش کر کے مذاکرات ہمیں قبول نہیں۔ سیاچین پر بھارت کے ناجائز قبضہ کو قبول کر کے نہیں، بھارت کی آبی جارحیت سے کسی صورت صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا رب اپنے پاک کلام میں ہمیں حکم دیتا ہے کہ تمہارا دشمن اگر جنگ سے صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی صلح سے انکار نہ کرو۔ لہٰذا ایسی صورت میں صلح اور امن کے حوالہ سے ہمارا رویہ مثبت ہونا دینی تقاضا ہے۔ لیکن یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ مذاکرات میں ممبئی حملوں اور پٹھانکوٹ پر تو بات ہو لیکن گجرات میں مسلمانوں کے قتل عام پر کوئی بات نہ ہو۔ سمجھوتہ ایکسپریس میں جل مرنے والے پاکستانی بھی انسان تھے، خاموش رہ کر ان کے خون پر سمجھوتہ کیوں کیا جائے۔ پاکستان کے حقوق غصب کرنے پر اور پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی پر ہماری سیاسی قیادت کی زبانیں کیوں گنگ ہو جاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہ زور آور کی دنیا ہے۔ یہاں جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا اصول چلتا ہے۔ پاکستان کو بھارت کی برابری کی سطح پر کوئی دوسرا ملک نہیں دلا سکتا، اس کے لیے اپنے بازوؤں میں زور پیدا کرنا ہوگا۔ پاکستان میں اللہ کے دین کا نفاذ ہماری روح کی پکار ہے یہ اللہ سے کیے گئے اپنا وعدہ ایفا کرنے کا سوال ہے لیکن اڑسٹھ سالہ تاریخ پر نظر دوڑائی دینیوی سطح پر بھی پاکستان کے پاس اب عقلی، نقلی، منطقی سطح پر کوئی اور آپشن بچا ہی نہیں سوائے اس کے کہ وہ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دے کر ایک اسلامی ریاست بنے۔ مستحکم اور مضبوط ہونے کا صرف اور صرف یہی راستہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسلام کو اپنے اتحاد کی بنیاد بنائیں۔ سندھ، پنجاب، بلوچستان اور کے پی کے میں مذہب کے سوا کوئی شے مشترک نہیں ہے۔ سندھ کی زبان اور کلچر پنجاب سے مختلف ہے۔ بلوچستان ہر سطح پر الگ شناخت رکھتا ہے۔ پختونوں کا اپنا مزاج اور رہن سہن ہے۔ ان سب کا اللہ صرف ایک ہے اِن سب کا ایمان اللہ کے آخری نبیؐ اور اللہ کی آخری کتاب پر ہے۔ یاد رکھیے! یہ ایمان ہی ان کو جوڑے رکھ سکتا ہے۔

آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ بہت سے لوگ پٹھانکوٹ کے ائیر بیس پر حملہ کو ڈراما قرار دے رہے ہیں۔ ہم اس بحث میں نہیں الجھتے لیکن ہم بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ بھارت دعویٰ کرتا ہے کہ دہشت گرد پاک بھارت سرحد سے متصل بامیال نامی گاؤں سے داخل ہوئے۔ لیکن اس جگہ سرحد پر نصب آہنی باڑ میں کوئی شگاف نہیں ہوا۔ پھر یہ کہ اس رات حملہ آوروں کی مطلوبہ جگہ پر نصب سی سی ٹی وی کیمرے اور بجلی کیوں بند تھی اور آخر میں اہم ترین بات یہ کہ بھارت دہشت گردوں کی ائیر بیس میں داخلے کی جو جگہ بتاتا ہے اس کے بالکل دائیں ہاتھ کی جانب میزائل ڈیفنس سسٹم نصب ہے لیکن دہشت گردوں نے اس طرف کا رخ کرنے کی بجائے سیدھے نکل گئے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کسی پاکستانی ایجنسی نے ان دہشت گردوں کو پٹھانکوٹ ائیر بیس میں تخریب کاری کے لیے بھیجا تھا تو یہ ایجنسی کس قدر نا اہل اور بے علم تھی جس نے اپنے ایجنٹوں کو یہ بھی نہ بتایا کہ جس جگہ سے آپ کو ائیر بیس میں داخل کیا جا رہا ہے۔ وہاں سے دائیں طرف ائیر بیس کی قیمتی ترین شے نصب ہے اور اگر وہ صرف میزائل ڈیفنس سسٹم تباہ کر کے واپسی کا رخ اختیار کر لیتے تو یہ اُن کے نکتہ نظر سے کتنی بڑی کامیابی تھی۔ بہر حال بات وزنی اور مدلل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اور بھارت ہوں یا کوئی سے دو دشمن ممالک جب تک وہ اپنے معاملات کو نیک نیتی سے اور میرٹ کی بنیاد پر نہیں نبٹائیں گے دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ عدل کا کوئی بدل نہیں عدل ہی امن کا ضامن ہے۔ ظلم اور جبر تشدد ختم نہیں کر سکتا، اس میں اضافہ کر سکتا ہے۔

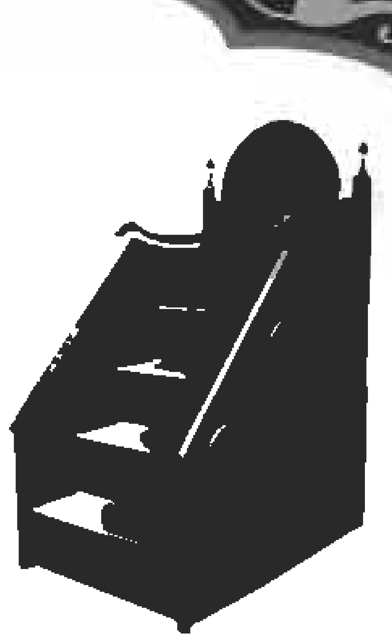

اللہ ہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے!

(سورۃ الجن کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے یکم جنوری 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

آج ہم نے سورۃ الجن کے نصف آخر کا مطالعہ کرنا ہے۔ اس سورت کی ابتدائی پندرہ آیات میں جنات کے ایک واقعہ کا تذکرہ تھا۔ جنات کے ایک گروہ کو حضور اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے قرآن مجید سننے کا موقع ملا تو وہ نہ صرف ایمان لے آئے بلکہ اپنی قوم میں بھی اس دعوت کو عام کرنے لگے۔

اس کے بعد اگلا سلسلۂ بیان اللہ رب العزت کی طرف سے ہے۔ فرمایا:

﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾﴾

''اور (اے نبی ﷺ! آپ کہیے کہ مجھ پر یہ وحی بھی کی گئی ہے) کہ اگر یہ لوگ درست طریقے پر چلتے رہتے تو ہم انہیں خوب سیراب کرتے۔''

صحیح اور سیدھے راستے کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح ''صراطِ مستقیم'' ہے اور رسول اسی راستے کی رہنمائی کے لیے بھیجے جاتے تھے۔ اب اگر انسان کی سوچ، اس کی فکر اور اس کا عمل صحیح راہ پر رہے تو اس کے لیے اس دنیا میں بھی خوشحالی و سیرابی ہوگی اور آخرت میں بھی اَن گنت انعامات کی بارش ہوگی۔ لیکن اگلی آیت میں یہ بھی فرمادیا گیا:

﴿لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿١٧﴾﴾

''تاکہ ہم اس (فراوانی) میں ان کی آزمائش کریں اور جو کوئی بھی اعراض کرے گا اپنے رب کے ذکر سے تو وہ ڈال دے گا اس کو چڑھتے عذاب میں۔''

گویا اس فراوانی میں بھی آزمائش ہے اور یہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ جس کو زیادہ دیا گیا ہے اس کی آزمائش زیادہ سخت ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو یہ ہے کہ انسان پر ظلم نہ ہو اور اس کو بنیادی ضروریات اور بنیادی حقوق ملتے ہوں۔ اگر کسی معاشرے میں یہ نہ ہو تو اس معاشرے کے لوگ عدم توازن کا شکار ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ ایک طرف بنیادی حقوق و ضروریات سے محروم لوگ ہوں گے اور دوسری طرف وہ طبقات ہوں گے جن کے پاس مال و دولت کے انبار ہیں۔ پھر وہ مزید سے مزید کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے غریب لوگ اور زیادہ غریب ہوتے جا رہے ہیں۔ اس طرح عدم توازن کی صورت حال بن جائے گی جس کا حل زیرِ مطالعہ آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے گا، بنیادی ضروریات ملیں

مرتب: حافظ محمد زاہد

گی، حقوق ملیں گے، نعمتوں کی برسات ہوگی۔ لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ یہی نعمتیں پھر آزمائش بھی بن جاتی ہیں اس لیے کہ جب زیادہ دولت آ جاتی ہے تو انسان کے لیے صراطِ مستقیم پر قائم رہنا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر گناہوں کی طرف لپکنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان نعمتوں کی وجہ سے اگر صراطِ مستقیم سے بھٹک کر گناہوں میں ملوث ہو گئے، حلال حرام کی تمیز چھوڑ دی تو پھر عاقبت خراب ہو جائے گی۔

اس ضمن میں ایک بات نوٹ کرلیں کہ اسلامی معاشرے میں ایک بہت اہم چیز کو ہم عام طور پر نظر انداز کر رہے ہیں اور وہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر! قرآنی تعلیم یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان معاشرے میں ایک موثر طبقہ ضرور موجود ہونا چاہیے جو لوگوں کو آگاہ کرتا رہے کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو، یہ دین کے تقاضوں کے منافی ہے اور یہ اللہ کو ناراض کرنے والے کام ہیں۔ فحاشی اور عریانی، جس کے سیلاب میں تم بہہ چکے ہو، یہ تو انسان کو ناکام بنانے کے حوالے سے شیطان کا سب سے بڑا حربہ ہے۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ سودی معیشت اختیار کر کے تم اللہ اور رسول کو ناراض ہی نہیں کر رہے بلکہ تم نے ان سے جنگ مول لے رکھی ہے۔ اگر یہ نہیں بتائیں گے تو معاشرہ بگڑتا چلا جائے گا۔

احادیث میں نہی عن المنکر کی بہت اہمیت آئی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک سمندری جہاز میں کچھ لوگ نیچے والے حصے میں اور کچھ لوگ اوپر والے حصے میں سوار ہیں۔ نیچے والوں کو جب پانی کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ پانی لینے کے لیے اوپر آ جاتے ہیں۔ اس سے اوپر والے لوگوں کو کوفت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس صورت حال کو دیکھ کر نیچے والے یہ طے کر لیں کہ ہم جہاز کے پیندے میں سوراخ کر کے یہاں سے پانی نکال لیتے ہیں تو ان کے ایسا کرنے سے نیچے والوں کے ساتھ اوپر والے بھی ڈوبیں گے۔ لہٰذا اوپر والوں کا کام ہے کہ انہیں ایسا کرنے سے منع کریں، اس لیے کہ اگر منع نہیں کرتے تو پھر سب کے سب ڈوبیں گے۔

لہٰذا نہی عن المنکر کا کام کسی بھی مسلمان معاشرے کی سلامتی کے لیے اہم ترین ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج کل ہمارے دینی طبقات بھی اس سے غافل ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر المیہ یہ ہے کہ جب ہم انتخابی سیاست میں چلے جاتے ہیں تو پھر عوام کو ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تمہارے اندر یہ یہ خرابی ہے، اپنی اصلاح کر لو۔ اس لیے کہ اگر یہ کریں گے تو ووٹ کس سے لیں گے۔ الغرض

جب کوئی قوم اللہ کے دین کو نافذ کرتی ہے تو اللہ کی طرف سے خوشحالی و فراوانی بھی آتی ہے‘ اللہ کی نعمتیں بھی نازل ہوتی ہیں، لیکن اس کے بعد پھر وہ نعمتیں آزمائش بھی بنتی ہیں۔ اور اس میں پھر دینی طبقات کا اہم ترین کام یہ ہے کہ وہ نہی عن المنکر کی ذمہ داری پوری قوت کے ساتھ ادا کرتے رہیں تاکہ معاشرہ بگاڑ کی طرف نہ جائے۔

آیت 17 کے آخر میں ذکر اللہ کا تذکرہ تھا اور اگلی آیت میں مساجد کا تذکرہ ہے‘ فرمایا:

﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿١٨﴾﴾

’’اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں تو تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو!‘‘

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے‘ چنانچہ مسلمان جہاں چاہیں مسجد تعمیر کر سکتے ہیں اور اگر کہیں مسجد نہ ہو تب کسی بھی جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ کل زمین اللہ کی ہے اور اللہ نے اس امت کے لیے پوری زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔ البتہ اس کا صحیح اطلاق اس وقت ہوگا جب کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم ہوگا۔

بہرحال مساجد عبادت گاہیں ہیں اور وہ صرف اللہ کو پکارنے اور اس کی بندگی کے لیے بنائی جاتی ہیں جو پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اللہ ہی وہ واحد ذات ہے جو دعائیں سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔ وہی ذات ہر چیز پر قادر ہے‘ مشکل کشا ہے‘ حاجت روا ہے‘ مستجاب الدعوات ہے‘ لہٰذا اپنی مدد اور حاجت روائی کے لیے اس کے ساتھ کسی اور کو مت پکارنا۔ توحید کا نچوڑ یہی ہے کہ ایک رب کو مانتے ہو تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ صرف اسی کو پکارو۔ سورۃ الفاتحہ کی مرکزی آیت بھی یہی ہے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ ’’ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے‘‘۔ یعنی تو ہی واحد مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔ مشرکین عرب بھی اللہ کو مانتے تھے‘ لیکن ساتھ ہی اپنے بتوں کو حاجت روا سمجھتے تھے۔ کائنات کے خالق و مالک کی حیثیت سے انہیں خوب معلوم تھا کہ وہ اللہ ہی ہے۔ وہ اتنے بیوقوف نہیں تھے کہ وہ یہ سمجھیں کہ جن بتوں کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے یہی ہمارے خالق اور معبود ہیں۔ بس یہ تھا کہ وہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے ان بتوں کے آگے سجدہ ریز ہوتے تھے‘ ان کے چڑھاوے چڑھاتے تھے‘ ان سے منتیں مانگتے تھے‘ وغیرہ۔ چنانچہ یہاں بتایا گیا کہ توحید کا حاصل یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کو پکارو جو کل اختیار کا مالک ہے اور اس نے اس میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ اب اگر مساجد میں اس کے برعکس تعلیم دی جا رہی ہو تو یہ ظلم عظیم ہے۔

﴿وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾﴾

’’اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اُس کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس پر ہجوم کر کے آ جائیں گے۔‘‘

’’عبداللہ‘‘ سے مراد محمد عربی ﷺ ہیں اور اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب آپ ؐ نماز میں حالت قیام میں قرآنی آیات کی تلاوت کرتے ہیں یا جب آپ ؐ لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں تو قرآنی آیات اور توحید کا درس ان کو گوارا نہیں ہوتا اور وہ آپ ؐ کے قتل کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اُن کے اس طرزِ عمل کے جواب میں نبی اکرم ﷺ کو یہ تعلیم دی گئی:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٠﴾﴾

’’(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔‘‘

میں تو اسی کو پکار رہا ہوں جو میرا رب ہے‘ میرا مالک ہے‘

پریس ریلیز 15 جنوری 2016ء

طاغوتی قوتیں میڈیا کے ذریعے اپنے نظریات عوام الناس پر مسلط کر دیتی ہیں

سپریم کورٹ نے سات سال پہلے سوات میں ایک لڑکی کو سرِ عام کوڑے مارنے کی ویڈیو کو جعلی قرار دے دیا ہے

یہودی سرمایہ داروں نے سودی معیشت کی بدولت ساری دنیا کو اپنے شکنجہ میں لیا ہوا ہے

حافظ عاکف سعید

طاغوتی قوتیں میڈیا کے ذریعے اپنے نظریات عوام الناس پر مسلط کر دیتی ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے سامعین کو بتایا کہ سات سال پہلے سوات میں ایک لڑکی کو سرِعام کوڑے مارنے کی وڈیو دکھائی گئی تھی جس کی بنیاد پر اسلامی سوچ رکھنے والے لوگوں کے خلاف طوفان برپا کر دیا گیا تھا۔ حال ہی میں سپریم کورٹ نے اس وڈیو کو جعلی قرار دے دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ دجل یعنی فریب کاری کا دور ہے جس میں سرمایہ دار میڈیا کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے اور اکثر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کر دیا جاتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہودی سرمایہ داروں نے سودی معیشت کی بدولت ساری دنیا کو اپنے شکنجہ میں لیا ہوا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے جمہوریت کو اپنی ڈھال بنایا ہوا ہے۔ عوام سمجھتی ہے کہ وہ اپنے ووٹ کے ذریعے حکومت منتخب کر رہی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ دار ووٹر کو میڈیا کے ذریعے گمراہ کرتا ہے اور اُسے اپنے مقاصد کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ صرف عدل وانصاف پر مبنی نظام ہی دنیا کو پُرامن بنا سکتا ہے۔ اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

میرا خالق ہے اور اسی نے مجھے شرف انسانیت بخشا ہے۔ میں تو اسی کو پکاروں گا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ میں لات، منات، عزّیٰ اور ہبل میں سے کسی کو کوئی حیثیت دوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے اور یہ کسی کا بھی بھلا اور برا کر سکنے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ اللہ نے کسی اور کو اختیار دیا ہی نہیں ہے کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر کچھ کر سکے' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اختیار حاصل نہیں ہے، فرمایا:

﴿قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ مجھے کوئی اختیار نہیں تمہارے لیے کسی نقصان کا اور نہ راہ پر لانے کا۔''

یعنی میں نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہوں اور نہ تمہیں راہ راست پر لانے کا اختیار مجھے حاصل ہے۔ میں تو صرف دعوت کا کام کر رہا ہوں جو میرے ذمے لگایا گیا ہے۔ باقی تمہاری اپنی صوابدید ہے یا اللہ کی توفیق ہے۔

﴿قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اللہ (کی پکڑ) سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور نہ ہی میں اس کے علاوہ سر چھپانے کی کوئی جگہ پاؤں گا۔''

(معاذ اللہ) اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی' اس کے احکامات کے خلاف چلا' یا اس کے ساتھ شرک کیا تو کوئی مجھے اس کی پکڑ سے بچا نہیں سکے گا۔

﴿اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا ﴿٢٣﴾﴾

''بس (میرا فرض) اللہ کی طرف سے تبلیغ اور اس کے پیغامات کا پہنچا دینا ہے۔ اور جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا تو اُس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔''

میں خود خدائی کا دعوے دار نہیں ہوں اور نہ میرے پاس کوئی اختیار ہے۔ اللہ کی طرف سے مجھے یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ میں اس کے تمام پیغامات من وعن تم تک پہنچا دوں اور یہ کام میں کر رہا ہوں۔ اب اس پر تم میرے دشمن ہو گئے ہو تو ہوتے رہو۔ مجھ پر تشدد کرتے ہو تو کرتے رہو لیکن میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ اس وقت تمہیں اختیار ہے کہ تم اللہ کے پیغام کو مانو نہ مانو' لیکن ہرگز اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگلی زندگی میں بھی تم چھوٹ جاؤ گے۔ غور سے سن لو اور کسی غلط فہمی میں نہ رہنا کہ اس وقت اگر چھوٹ ہے تو آئندہ بھی چھوٹ ہوگی۔ کسی کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ میدانِ حشر کی حاضری سے بچ جائے۔ جس کو بھی اللہ عزوجل نے یہاں بھیجا ہے' اسے بہرصورت وہاں حاضر ہونا ہے اور پھر وہی ہوگا جو رب چاہے گا۔ جن لوگوں نے اللہ کے احکامات اور قرآن کی باتوں پر یقین نہیں کیا تھا اور ان کے مطابق عمل نہیں کیا تھا تو ان کے لیے جہنم کی آگ ہوگی اور پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

﴿حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾﴾

''یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے وہ چیز جس کی انہیں دھمکی دی جا رہی ہے اُس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون کمزور ہے مددگاروں کے اعتبار سے اور کون اقلیت میں ہے تعداد کے لحاظ سے۔''

اس وقت تو جھٹلا رہے ہیں کہ کوئی دوسری زندگی نہیں ہے' کوئی جنت اور دوزخ نہیں ہے' سب ایسے ہی ڈراوے ہیں' مگر جب اس کو دیکھیں گے تو اس وقت سب معلوم ہو جائے گا۔

مکی دور میں جب آپ ﷺ نے دعوت کا آغاز کیا تو ایمان لانے والے صرف گنے چنے تھے' جبکہ باقی تو پورا مکہ مخالف تھا۔ ابوجہل کو اس پر بڑا ناز تھا کہ میری بیٹھک میں سب سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں' جبکہ محمد (ﷺ) کے ساتھ تو صرف چند افراد ہیں اور ان میں بھی زیادہ تر غلاموں کے طبقہ سے ہیں۔ اس دن ابوجہل کا سارا غرور خاک میں مل جائے گا اور اس دن صاف پتا لگ جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں۔

اگلی آیات میں وقوعِ قیامت کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی زبانی کہلوایا جا رہا ہے:

﴿قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا ﴿٢٥﴾﴾

''آپ یہ بھی کہہ دیجیے کہ مجھے معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب آ چکی ہے یا میرا رب اس کی مدت اور لمبی کر دے گا۔''

یعنی قیامت کا آنا تو یقینی ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے' لیکن قیامت کب آئے گی اس کا علم صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے اور مجھے بھی اس کا صحیح وقت معلوم نہیں ہے۔ وقوعِ قیامت کا متعین وقت نہ بتانے پر مخالفین آپ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے تھے۔ جبکہ زیرمطالعہ آیت میں اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی کہلوا دیا کہ وقوعِ قیامت کا اصل علم اللہ کے پاس ہے جو کل غیب کو جاننے والا ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾﴾

''وہی ہے غیب کا جاننے والا پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اُس کے جس کو اُس نے پسند فرما لیا ہو اپنے رسولوں میں سے تو اُس کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے۔''

یعنی اس کائنات کے غیبی حقائق سے کوئی باخبر نہیں ہے اور غیب کا کل علم اللہ کے پاس ہے' لیکن غیب کی کچھ چیزیں انبیاء و رسل پر بھی کھولی جاتی ہیں۔ جیسے آنحضور ﷺ کو سفر معراج عطا ہوا تو بہت سے مشاہدات کرائے گئے' لیکن وہ تو بہت محدود علم تھا' جبکہ غیب کا کل علم صرف اللہ کے پاس ہے۔

﴿لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّہِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾﴾

''تاکہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے واقعتاً اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں اور وہ احاطہ کیے ہوئے ہے اس سب کچھ کا جو اُن کے پاس ہے اور اُس نے ہر چیز کا حساب کتاب رکھا ہوا ہے گنتی کے ساتھ۔''

رسول کی ذمہ داری بہت بڑی ہے کہ وہ اللہ کے تمام پیغامات کو لوگوں تک پہنچائے۔ رسول کو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے فلاں بات کہی تو میری بڑی شدید مخالفت ہو جائے گی اور لوگ میری جان کے درپے ہو جائیں گے۔ لیکن یہ رسول کی ذمہ داری ہے کہ جو بھی اس کی طرف نازل کیا گیا ہے اس کو مکمل طور پر پہنچا دے۔ زیرمطالعہ آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا بھی ہے اور حساب بھی رکھتا ہے کہ رسولوں نے اپنی ذمہ داری کہاں تک ادا کی اور پھر قیامت والے دن رسولوں سے اس ذمہ داری کے متعلق پوچھا بھی جائے گا۔ سورۃ الاعراف میں فرمایا: ﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْہِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿٦﴾﴾ ''پس ہم لازماً پوچھ کر رہیں گے ان سے بھی جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا اور لازماً پوچھ کر رہیں گے رسولوں سے بھی!''

الحمد للہ' سورۃ الجن کا مطالعہ مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کا علم حاصل کرنے' اس سے نصیحت حاصل کرنے اور پھر اس کی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!! ☆☆☆

زمیں پہ اپنے لیے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آج کی دنیا میں بہت سی خوبصورت اصطلاحوں اور اکیسویں صدی کی چمک دمک کے باوجود، قانون کی حکمرانی اور حقائق برسرِ زمین دیکھے جائیں تو یورپ پر گزرے ہوئے سیاہ قرونِ وسطیٰ کا گمان ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان کے پادری اور مذہبی عدالتوں کی جگہ دنیا بھر میں جمہوریت اور اس کے باوردی پاسبانوں نے لے لی ہے۔ انصاف دجال کے آنے سے پہلے ہی کانا ہو چکا ہے (آمد کی ریہرسل جاری ہے!) سب کو ایک آنکھ سے دیکھنے والا! قرونِ وسطیٰ میں پوپ کی طاقت، اختیار، دولت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ بغاوت (یعنی ان کے بے محابا اختیار پر سوال اٹھانا، اپنے حق، انصاف کی دہائی دینا) کی سزا موت تھی۔ شک پڑنے پر (جرم یا اس کے ثبوت پر نہیں) مذہبی عدالت کے سامنے پیشی ہوتی۔ ملزم اقرار کرتا تو پھانسی، انکار کرتا تو تشدد (پولیس مقابلے ایجاد نہیں ہوئے تھے) سے مار ڈالا جاتا۔ تقریباً 9 لاکھ لوگوں کو اسی طرح موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ دیکھ لیجیے کہ دو یمنی قیدی 14 برس گوانتاموں میں بلا جرم والزام سزا کاٹ کر اب رہا ہوئے ہیں۔ گھر اور خاندانوں کے پاس جائیں گے؟ نہیں۔ گھانا میں رہیں گے۔ گوانتامو کے قیدیوں پر پہلے بھی یہ انعام ہوا کہ انہیں 50 سے زائد ممالک میں اسی طرح بکھیر دیا گیا۔ جرم ثابت نہ تھا بلکہ موجود ہی نہ تھا سو 10-14 سال ہر آزمائش ان پر آزما کر اجنبی ملکوں میں چھوڑ دیا گیا۔ یہ انصاف ہے جس خوش نصیب کو مل گیا! وگرنہ مسلمان ممالک میں جرم اسلام کی سزا نظریاتی مجرموں کو کیا دی جاتی ہے؟ بنگلہ دیش، مصر بھی موجود ہے۔ ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔

زمین حساس واقع ہوئی ہے۔ شرک پر شق ہونے کو آجاتی ہے۔ ظلم پر تھرا اٹھتی ہے۔ نئے سال کے ایک ہفتے میں تین زلزلے! مٹی سے بنے پتھریلے تندخو انسانوں سے زیادہ شعور رکھتی ہے۔ زمین کے نیچے بھی ایک اور دنیا آباد ہے! جیالوجی اور جیالوجسٹ (ماہرِ ارضیات) کی پہنچ سے باہر۔ کیونکہ: محسوس پر بنا ہے علومِ جدید کی، اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش! سو عقیدے سے تہی دامن دانشوروں کی ٹامک ٹوئیوں کی سرحد کے پار اس دنیا میں لہلہاتے باغات بھی ہیں، ہولناک آگ بھرے گڑھے بھی۔ جو پگھلے آتش فشانی لاوے سے جدا حقائق کی ایک اور دنیا دکھاتے ہیں۔ عقائد سے تہی دامنی ہی برسرِزمین ظلم میں کارفرما ہوا کرتی ہے۔ کہانی معراج کی ہے۔ ایک اردو، عربی میں مستعمل معراج ہے۔ جو بقول علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے ......علم کی حد سے پرے بندہ مومن کے لیے، لذتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے! عقائد سے تہی دامن کے لیے یہی لفظ انگریزی میں ہے۔ میراج، Mirage۔۔۔ سراب، فریبِ نظر، دھوکا! سورۃ النور میں سرابوں میں بھٹکنے والوں کا ذکر ہے۔

دنیا پرستی اور چندروزہ زندگی کی دیوانگی کے مارے یہ لوگ اللہ...... نور السموات والارض کو سچائی سے قبول کرنے، محمد ﷺ کی سیرت و کردار کی ضو پاشیوں کے ادراک سے محروم تھے۔ اور جو پہچان لے اس پر برسرِ زمین اور زیرِ زمین سب حقائق یکساں طور پر آئینہ ادراک میں اتر آتے ہیں۔ ! محمد ﷺ سے نسبت پکار اٹھتی ہے۔ وہ ﷺ رنگ میرا وہ ﷺ میری خوشبو، میں اس ﷺ کی مٹھی کا ایک جگنو، وہ ﷺ میرے اندر کی روشنی ہے، میرا تو سب کچھ میرا نبی ﷺ ہے! اور پھر اس نبی ﷺ، اس کے لائے دین کے حرف حرف شوشے شوشے پر ایمان سب ہی کچھ قربان کر دینے کا حوصلہ دیتا ہے۔ امیر جماعت اسلامی بنگلہ دیش اور ان کے پیش رو شہید ساتھیوں کی مانند! مطیع الرحمان نظامی جنہیں اب (پاکستان سے محبت کے جرم میں) 72 سال کی عمر میں سزائے موت کا حکم سنایا گیا ہے! مرے تھے جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے، کی بات بھی اب باقی نہ رہی۔ کیونکہ امریکی ڈالر اب وضو کرنے والوں ہی کے تو درپے ہے۔ گلوبل ویلیج کے چودھریوں کی تہذیب، طہارت، وضو، غسل سے بے نیازی کی تہذیب ہے۔ ہمارے ہاں غسل سے بے نیازی صرف اور صرف شہید کے حصے آتی ہے جو اپنے لہو سے پاکیزہ ترین ہو جاتا ہے! سو چہ نسبت پاک را بہ عالمِ خاک۔

ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشتِ بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا۔ مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا۔ بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا۔ جس نے اس کا پورا پورا حساب چکا دیا۔ اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی (النور:39) ایمانِ صادق، صفاتِ اہل ایمان (صحابہ کرامؓ) اور اطاعت واتباعِ رسول کے بغیر اعمال کی حقیقت بھی سراب کی سی ہے۔ منزلِ موت میں داخل ہو کر حقائق کی ایک نئی دنیا کا سامنا ہو گا۔ ایک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو!

آج اسلام کی من مانی توضیحات فرماتے، طعن وتشنیع کے ہتھیار آزماتے، لبرل سیکولر قلم کار، دینی رجحان رکھنے والوں کا ناطقہ بند کیے دیتے ہیں۔ کہیں ٹیلی ویژن پر سنگ باری کے مناظر ہوتے ہیں۔ کہیں کالم دھواں دے رہے ہوتے ہیں۔ حرقوہ۔ جلا ڈالو پکار سے! دھوبی، نائی، موچی سے انجینئر نگ، طب کے ادق مسائل پر رائے لیتے تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ تاہم اسلام کی جولان گاہ سب ہی پر کھلی ہے۔ گفتگوئیں، کالم، حرف حرف دین سے مکمل لاعلمی کی دہائی دے رہے ہوتے ہیں۔ بس اہل اسلام سے بغض پھوٹا پڑتا ہے۔ قرآن حدیث سے کلیتاً بے بہرہ، اسلامی تاریخ سے نابلد۔ اور اگر پڑھا جاتا بھی ہے تو مستشرقین کا پس خوردہ۔ اسی کی جگالی پر دارومدار ہے سارا۔ اس مبلغ علم کو لے کر چڑھ دوڑتے ہیں۔ خواہ معاملہ زلزلوں کا ہو یا جہاد پر خلطِ مبحث کا! تاہم دو صدیوں کی گورے کی غلامی اور نظام تعلیم (جو بنا ہی تشخص کی بربادی کے لیے تھا) کا یہ نتیجہ افسوس ناک تو ضرور ہے حیران کن نہیں۔ کیونکہ: تراوجود سراپا تجلیءِ افرنگ، کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر! سو یہ پریشان نظری کا ہیضہ تو ہو گا۔ پیدائشی مسلمانی اور فکری بے جہتی میں کشمکش تو رہے گی۔ آج کے نوجوان، (بلکہ ادھیڑ عمروں کا بھی) یہی المیہ ہے۔ فکری نظری اعتبار سے ہم قرونِ وسطیٰ کے دور کے معابد مذہب (عیسائیت) کے خلاف الرجی کے دھپڑوں کے مریضانہ دور سے گزر رہے ہیں۔ ردعمل کے نتیجے میں ان کے ہاں تشکیک سے گزر کر لبرلزم، سیکولرزم نوعیت کے جتنے جھکڑ چلے وہ اب ہمارے ہاں چلائے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام کی شفاف، مربوط، پاکیزہ دین فطرت والی تعلیمات کے ہوتے ہوئے ان فکری گمراہیوں کی گنجائش ہی نہیں۔

لیکن کیا کیجیے اگر گمراہی بھی سکہ رائج الوقت اور قابلِ فخر فیشن کا روپ دھار لے۔ پاکستان (باقی صفحہ 14)

دہشت گردی کے بارے میں تنظیم اسلامی کا موقف

6 جنوری 2016ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی
حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: آصف حمید

سوال : پاکستان میں کافی عرصہ سے جاری دہشت گردی کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا موقف کیا ہے؟

حافظ عاکف سعید : آپ نے دہشت گردی کا لفظ " کورٹ ان کورٹ " استعمال کیا ہے۔ یعنی آج کل پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے کہ اگر کسی شخص کو مارا جا رہا ہے اسے پتا نہیں کہ اُسے کیوں مارا جا رہا ہے اور نہ قاتل کو خبر ہے کہ وہ کسی کی جان کیوں لے رہا ہے۔ احادیث میں ایسے دور کو ''بدترین فتنے کا دور'' کہا گیا ہے۔ اسلام میں اس نوع کی دہشت گردی کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ بدقسمتی سے یہ تکفیری فکر کا شاخسانہ ہے، جن لوگوں کو اس گھناؤنے فعل پر آمادہ کیا گیا ہے ان کے ذہنوں میں تکفیری سوچ ڈالی گئی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر اس سارے معاملے کو وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو جیسے قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ'' خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں''۔ (الروم:41)

کسی جگہ پر اگر ظلم بہت زیادہ بڑھ جائے تو اس کے ردعمل میں لوگ عقل و حواس سے بیگانہ ہو کر ایسی حرکتیں بھی کر گزرتے ہیں اور نادانستہ طور پر دوسروں کے آلۂ کار بھی بن جاتے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا کہ ؎

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوتی ہے حضرت انسان کی قبا چاک

آج کل سکندر و چنگیز امریکہ اور اس کے اتحادی ہیں جو انسانوں پر ناحق ظلم ڈھا رہے ہیں، اس ظلم و ستم کے نتیجے میں بے شمار لوگ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں اور وہ نادانستہ طور پر کسی کا آلۂ کار بن کر ایسی حرکتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

سوال: آپ نے تکفیری سوچ کا ذکر کیا، واضح فرمائیں کہ یہ تکفیری سوچ کیا ہے؟

حافظ عاکف سعید :صرف نظریہ اور سوچ کے اختلاف پر کسی کے قتل پر آمادہ ہو جانا تکفیری سوچ ہے۔ اسی سوچ کے تحت کسی کو کافر قرار دینا اور قابل گردن زدنی قرار دے دینا بھی تکفیری سوچ ہی کا شاخسانہ ہے۔ قرون اولیٰ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں خوارج کا ایک فتنہ اٹھا تھا، خوارج بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسلمانوں کی گردنیں اڑا دیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے ان کی سخت ترین مذمت کی تھی اور واضح انداز میں کہا تھا کہ تم لوگ غلط کر رہے ہو۔

مرتب: محمد رفیق

اسلام میں ایسا طرزِ عمل ہرگز جائز نہیں ہے۔ خوارجی لوگ سمجھنے سے قاصر تھے۔ آج یہ تکفیری سوچ زیادہ بدترین صورت میں در آئی ہے کہ اگر کوئی دوسرا آپ کی رائے سے اختلاف کرتا ہے تو اسلام کے نام پر اس کی گردن اڑا دی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ اسلام کو بدنام کرنے کا بہت بڑا حربہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اس فتنے سے محفوظ رکھے۔

نظریہ اور سوچ کے اختلاف پر کسی کے قتل پر آمادہ ہو جانا تکفیری سوچ ہے

سوال: تحریک طالبان پاکستان (TTP) جس میں بہت سے گروہ شامل ہیں اور جو بحیثیت مجموعی پاکستان کی سالمیت کے خلاف کام کر رہی ہے۔ تنظیم اسلامی کا اس کے بارے میں کیا موقف ہے؟

ایوب بیگ مرزا :TTP کا جو چہرہ بذریعہ میڈیا ہمارے سامنے آیا ہے وہ ان کے بارے میں ایک خوفناک تاثر قائم کرتا ہے۔ جس طرح کی حرکات اور قتل و غارت میں وہ لوگ ملوث رہے ہیں اور پبلک مقامات پر جس انداز میں قتل و غارت کی ہے، جس سے نہ خود ان کو معلوم ہے کہ کون مر رہے ہیں اور نہ مرنے والوں کو پتہ ہے کہ ہمیں کیوں مارا جا رہا ہے۔ طالبان ہو یا کوئی اور، جو بھی اس طرح کی حرکات کرے جو دینی تعلیمات سے لگا نہ کھاتی ہوں، تنظیم اسلامی ہمیشہ اس کی مذمت کرتی ہے اور اس کو کسی صورت بھی قبول نہیں کرتی۔ TTP کے لوگ ایسی وارداتوں کے مرتکب ہوئے اور ہو رہے ہیں جن کی دین ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اگر وہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کرتے ہیں تو گویا وہ اسلام کو بھی بدنام کر رہے ہیں۔ لہٰذا تنظیم اسلامی کو ان کا یہ چہرہ کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہے۔ ہم انہیں غیر ریاستی عناصر کہتے ہیں۔ اسلام میں تو قانون نافذ کرنا اور دین کی تشریح کرنا کسی فرد نہیں بلکہ ریاست اور حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ اگر TTP ملک دشمن کارروائیوں میں ملوث ہے تو تنظیم اسلامی ان کی کسی صورت میں تائید نہیں کرتی۔

سوال :ہماری سیکیورٹی ایجنسیز پر حملے ہوتے رہتے ہیں ان کے بارے آپ کی کیا رائے ہے؟

ایوب بیگ مرزا :دیکھئے! ریاست کے خلاف افراد کو جنگ کرنے کی اجازت کسی صورت ہے ہی نہیں۔ ظاہر ہے فوجی ادارے بھی ریاستی ادارے ہیں۔ افراد یا گروہوں کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ ریاستی اداروں پر حملے کریں۔ اگر ایسے افراد ریاستی اداروں پہ حملے کریں گے تو تنظیم اسلامی اسے کسی صورت جائز قرار نہیں دے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا آئین ایک اسلامی آئین ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کی بالادستی ہوگی۔ لیکن اگر ہماری حکومتیں آئین پر عمل پیرا نہیں ہوتیں اور عملاً پاکستان اسلامی ریاست نہیں بھی بنتا تب بھی اس کے سدھار کا طریقہ کار قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ ریاست اور اس کے اداروں کے خلاف کوئی اسلحہ اور بارود کی زبان میں بات کریں۔

سوال :اس وقت داعش پوری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ داعش کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا کیا مؤقف ہے؟

حافظ عاکف سعید :ممکنہ ذرائع اور میڈیا کے ذریعے ہمیں جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق داعش کے ہاں تکفیری سوچ بہت راسخ ہے اور وہ محض اختلاف رائے کی بنیاد پر گردنیں اُڑا دینے کے قائل ہیں۔ یہ فکر ہرگز دین اسلام کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا اور کئی براعظموں پر اسلام کا پرچم سربلند کیا تو وہاں انہوں نے امن و امان قائم کیا۔ وہاں کے لوگ مسلمانوں کے رویے، اصول پسندی اور رحمۃ اللعالمینؐ کے کردار، ان کے انسانیت کے ساتھ اچھے سلوک، جو صحابہ کرامؓ نے پوری دنیا تک پہنچایا، کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔

یاد رکھیے! انسان کا قتل بہت گھناؤنا فعل ہے، وہ چاہے غیر مسلم ہو چاہے مسلمان ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں صرف حربی کافر کو قتل کیا جاسکتا ہے جو باقاعدہ آپ کے ساتھ حالت جنگ میں ہو۔ اگر آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو آپ جان جائیں گے کہ اسلام کی تاریخ اس حوالے سے بہت روشن ہے۔ اسلام میں کبھی بھی بڑے پیمانے پر عوام کا قتل عام نہیں کیا گیا، جیسے اس وقت داعش کر رہی ہے یا جیسے مسلمانوں کے ساتھ صلیبی کرتے رہے ہیں، یا جیسے اس وقت امریکہ اور بڑی طاقتیں کر رہی ہیں۔ کارپٹ بمبنگ کے ذریعے بے دریغ آبادیوں کو تباہ و برباد کر دینا۔ مسلمان تو فاتح ہونے کے باوجود بھی کسی غیر حربی کافر کو قتل نہیں کرتے تھے۔ داعش کے اندر تکفیری سوچ پوری طرح غالب ہے۔ اس دور میں یہی خوارجی سوچ کہلائے گی۔ اس کے تحت جو کچھ وہ کر رہے ہیں یقیناً اسلام کے حوالے سے انتہائی غلط ہے، قابل مذمت ہے اور اسلام کا ہرگز اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ایوب بیگ مرزا: داعش کے حوالے سے میں ایک بات عرض کر دوں۔ امریکہ میں اس وقت صدارتی انتخابات کی مہم جاری ہے۔ اس موقع پر گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے مسلمانوں کے بارے میں اگرچہ اور بڑی بے ہودہ گفتگو بھی کی ہے لیکن ایک بہت بڑا سچ اس نے بولا ہے وہ یہ کہ ”داعش تو کلنٹن کے دور سے بننا شروع ہوئی تھی اور اوباما نے اسے یہاں تک پہنچایا ہے۔“ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اسلام کی ترویج طاقت کے زور پر تو ہو ہی نہیں سکتی۔ مثلاً ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ آپ جانتے ہیں برصغیر میں ہندو اکثریت میں تھے۔ اگر اُس وقت مسلمان گردن زدنی پر اُتر آتے تو طاقت کے زور پر بڑی آسانی سے وہ ہندوؤں کی اکثریت کو اقلیت میں بدل سکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کا طرزِ عمل ایسا نہیں رہا، حالانکہ وہ کوئی مثالی مسلمان نہیں تھے۔

سوال: احادیث میں قرب قیامت کے واقعات میں عالم عرب میں احیائی تحریک برپا ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ اسلام میں حضرت مہدیؒ کا تصور بھی ہے تو کیا اس کا انطباق ان لوگوں پر کیا جاسکتا ہے یا کچھ طاقتیں داعش کو اسلام کے خلاف استعمال کر رہی ہیں؟

حافظ عاکف سعید: یہ بہت اہم سوال ہے۔ قرب قیامت کے حالات، اللہ کے دین کا غالب ہونا اور اس سے پہلے کے حالات بھی احادیث میں ملتے ہیں۔ لیکن داعش جب اس خطے میں اُبھری تھی، ان کی حرکات کو دیکھتے ہوئے میرا ذہن اسی وقت بن گیا تھا کہ یہ عالم اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔ دیکھئے! دجالیت کہتے ہی اسی فریب کو ہیں کہ ؎

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ

آج کی دنیا میں سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ ہے کہ میڈیا آپ کو ہر وہ چیز دکھائے گا جو خلاف حقیقت ہے۔ تو دجل کے اس دور میں اسلام کے حوالے سے بھی بہت سارے فتنے اُٹھیں گے۔ اسلام کے بعض علمبردار ایسے سلوگن کے ساتھ اور ایسے لبادے میں آئیں گے کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ سچے مسلمان ہیں۔ اب دیکھیے! خلافت کا سلوگن مسلمانوں کے دلوں کی آواز ہے۔ لیکن انٹرنیشنل میڈیا کا کرشمہ ہے کہ اب لوگ خلافت کے نام سے ڈرنے لگے ہیں حالانکہ دور خلافت راشدہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری نوع انسانی کے لیے اعلیٰ ترین دور تھا، جس کو دنیا مانتی بھی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آج کے دور میں یہودی شیطان کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کے ذہن میں ایک ایجنڈا ہے۔ اس حوالے سے 70 کی دہائی میں امریکہ میں

> **دورِ خلافت راشدہ مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری نوع انسانی کے لیے اعلیٰ ترین دور رہا ہے۔**

”پان ان دی گیم“ کے عنوان سے ایک کتاب شائع ہوئی تھی، جس کے مصنف ولیم گائیگر ہیں۔ اس کتاب کا تھیم یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں یہودی ابلیس کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اور ابلیس اللہ اور اللہ کے دین کا سب سے بڑا باغی ہے۔ جبکہ مسلمان اللہ کے دین کے کسٹوڈین ہیں تو اس وقت سارا نزلہ مسلمانوں پر گر رہا ہے۔ چنانچہ یہودی اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے امریکہ کو استعمال کر رہا ہے۔ نائن الیون کا واقعہ جو دنیا کا سب سے بڑا فراڈ ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ دنیا کے سامنے مسلمانوں کا یہ امیج بن جائے کہ ان سے زیادہ دنیا میں ذلیل اور قابل نفرت اور کوئی مخلوق نہیں۔ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے کیونکہ یہ اسی قابل ہیں۔ اصل میں یہود کو سب سے زیادہ خطرہ ان مسلمانوں سے ہے جو دینی جذبہ رکھنے والے ہیں، جو اسلام کا عادلانہ نظام چاہتے ہیں یا جو سمجھتے ہیں کہ اللہ کے نظام کو زمین پر قائم کرنا اللہ و رسول ﷺ سے وفاداری کا لازمی تقاضا ہے۔ ایسے لوگ یہود کے نزدیک سب سے بڑے دشمن اور ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے افغانستان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے لیے یہ سارا ڈراما کیا۔ کیونکہ وہاں سے مجاہدین تیار ہوتے تھے۔ جو ان کے لیے خطرہ تھے۔ اسی طریقے سے یہود کو عرب ورلڈ میں جس ملک سے خطرہ تھا تو وہ عراق تھا۔ وہاں بھی WMD کا ڈراما رچا کر امریکہ کو استعمال کیا گیا۔ اسی طرح اس وقت داعش بھی ایک ڈراما ہے جو انہی کا رچایا ہوا ہے۔ چنانچہ خلافت کے نام سے ایک ایسی تحریک، ایسی جماعت کا وجود جو ان کے مقاصد کو پورا کر سکے، ان کے ایجنڈے کو آگے بڑھا سکے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ یہود کی سازش ہے تاکہ دنیا بھر سے دینی جذبہ، اسلام کے پولیٹیکل تصورات (کہ صرف نماز، روزہ اور تلاوت وغیرہ ہی اسلام نہیں بلکہ دنیا میں اللہ کے دین کو قائم اور غالب کرنا بھی اسلام کا لازمی تقاضا ہے) رکھنے والے اور خلافت کا تصور رکھنے والے مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ایک مرتبہ ہی ان کا صفایا کر دیا جائے۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ داعش اس سازش کے تحت بنائی گئی ہے اور اس میں جو لوگ جا رہے ہیں وہ بے شک اپنے نیک جذبے سے جا رہے ہوں۔ ان میں سے اکثریت کے ذہن میں یہی ہوگا کہ شاید یہ علاقہ پھر خلافت راشدہ کا نمونہ بن جائے۔ میرے خیال میں یہ ایک ٹریپ ہے وہ اس وقت جو کچھ کر رہے ہیں اس کا فائدہ مسلمان دشمن قوتوں کو ہو رہا ہے، اسلام کو نہیں۔

ایوب بیگ مرزا: داعش کا کردار سمجھنے کے لیے آپ کو یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ داعش نے عراق کے جس حصے میں جنم لیا ہے وہاں سے شام کتنا دور اور اسرائیل کتنا قریب ہے لیکن داعش نے آج تک کوئی کارروائی اسرائیل کے خلاف نہیں کی۔ یہاں تک کہ چند ماہ پہلے اسرائیل نے فلسطینیوں کا محاصرہ کیا تھا تو فلسطینیوں کے حق میں ایک بیان تک نہیں دیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ داعش اصل میں کن لوگوں کی پیدا کردہ ہے اور کون اس کی پشت پر ہیں۔ اب تو اسرائیل کے ایک ترجمان نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ہمارے کچھ لوگ داعش میں شامل ہوئے ہیں۔

سوال: یہ فرمائیے کہ تنظیم اسلامی کے بنیادی اہداف اور مقاصد کیا ہیں؟ ظاہری بات ہے کہ دین کے نظام کو قائم کرنا ہر مسلمان کی خواہش بھی ہے اور اس کا فرض بھی اس ضمن میں تنظیم اسلامی کا طریقہ کار کیا ہے؟ جس سے ملک کا قانون اور آئین بھی Intact رہے اور وہ دعوت کا کام جو بھی وہ کرنا چاہ رہی ہے وہ کر سکے؟

حافظ عاکف سعید :آج کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ آج مسلمان کو خود نہیں پتا کہ مسلمان ہونے کا مطلب کیا ہے اور اسلام کی اصل تعلیمات کیا ہیں ۔ چنانچہ اسلام ہمارے لیے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی کا ایک موثر ذریعہ ہے ۔تمام آسمانی کتابوں کی مرکزی ہدایت یہ ہے کہ دنیا تو دارالامتحان ہے، اصل زندگی آخرت کی ہے اور انسان کی اصل فلاح دنیا میں کامیابی نہیں بلکہ آخرت کی کامیابی ہے ۔تمام نبی اور رسول یہی بتاتے ہوئے آئے ہیں اور یہی قرآن مجید کا سبق ہے جو آج کا مسلمان بھولا ہوا ہے۔ تنظیم اسلامی کا سب سے پہلا کام مسلمانوں کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلانا ہے اور اس کے لیے موثر ذریعہ ہمارے پاس کتاب اللہ ہے اور اسی کی تفصیل ہے جو حدیث اور سنت رسولؐ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ چنانچہ تنظیم اسلامی قرآن پاک کی تعلیمات کو لوگوں میں عام کر رہی ہے تا کہ انہیں مقصد حیات معلوم ہو اور پتہ چلے کہ دین کے تقاضے کیا ہیں۔ تو پہلی چیز لوگوں کو تنظیم یہ بتاتی ہے کہ خود اپنی ذات میں سچے مومن بنو اور سچا مومن وہ ہوتا ہے جو دیانتدار ہو، جو اپنا پیٹ کاٹ کر دوسرے کی مدد کرے، قرآن وسنت کے تقاضے انفرادی لحاظ سے پورے کرو۔ پھر اللہ کا یہ دین صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ پوری نوع انسانی کے لیے آیا ہے، اسے دوسروں تک پہنچانا بھی ہماری بنیادی ذمہ داریوں میں ہے۔ یہ حضورؐ کی رسالت کا تقاضا بھی ہے اور آپؐ کا حکم بھی ہے ۔ پھر ہمارا دین انسان کو صرف انفرادی سطح پر راہنمائی نہیں دینے آیا بلکہ وہ تو ایک نظام کے حوالے سے بھی ہمیں پوری راہنمائی دیتا ہے۔ اس کے لیے اللہ نے جو مکمل دین دے دیا ہے اس کو قائم کرنا بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، اسے بھی مسلمان بھولے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تنظیم اسلامی انہیں یاد کرواتی ہے کہ آپ نے اگر اللہ کو راضی کرنا ہے، اپنی دنیاوی و اُخروی فلاح چاہتے ہو تو ان بنیادی دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہوگا۔ خود بھی اپنی ذات میں اللہ کا بندہ بننا ہوگا اور دین کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا ہوگا اور اس ملک کے اندر بھی اللہ کے دین کو قائم وغالب کرنے کی کوشش کرنا ہوگی کیونکہ اسی مقصد کے لیے پاکستان بنا تھا۔ اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ دین کی اسی دعوت کو عام کیا جائے۔ یہاں تک کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس پر Convince ہو جائے اور انہیں قرآن کا یہ پیغام سمجھ میں آجائے کہ یہ ہماری دینی ذمہ داری ہے اور اگر ہم ریاستی سطح پر اللہ کے دین کو قائم نہیں کرتے تو پھر اللہ کی مدد اور رحمت ہمیں حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے بعد جلسوں، مظاہروں اور دھرنوں پر مشتمل پُرامن تحریک کے ذریعے حکومت سے مکمل نفاذ دین کا مطالبہ منوایا جائے، ہمارا آئین بھی جس کی اجازت دیتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہمارا آئین ہمیں اس لحاظ سے مکمل سپورٹ کر رہا ہے کہ یہاں پر اللہ کی حاکمیت کا نظام ہونا چاہیے ۔ آرٹیکل 2-A کے مطابق اس ملک میں حاکمیت اللہ کی ہے اور شق 227 کہتی ہے کہ اس ملک میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہونی چاہیے ۔ تو دستور ہمیں جو حق دے رہا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے ہم حکومت سے مطالبہ کریں، اس کے لیے اجتماعی مظاہرے کرنے پڑیں، دھرنا دینا پڑے ۔ پرامن احتجاجی تحریک ہی تنظیم اسلامی کا راستہ ہے۔

سوال: مظاہروں اور دھرنوں میں تو پھر فسادی لوگ بھی آجاتے ہیں جو تباہی مچا دیتے ہیں، آج کل تو یہ طریقہ کار بن گیا کہ جلسہ کسی کا ہوتا ہے، تخریب کاری کر کے کوئی دوسرا اسے فلاپ کر دیتا ہے۔

> ”داعش تو کلنٹن کے دور سے بننا شروع ہوئی تھی اور اوباما نے اسے یہاں تک پہنچایا ہے“: ڈونلڈ ٹرمپ

حافظ عاکف سعید :الحمدللہ۔ ہمیں اس کا پورا ادراک اور شعور ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم کسی جلوس، دھرنا یا مظاہرہ کو خود کنٹرول کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوئے تو اس وقت تک ہم آگے ہی نہیں آئیں گے۔

ایوب بیگ مرزا :آئین پاکستان کی دفعہ 31 تو یہ ہے کہ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دے ، انہیں عربی زبان سکھائے اور اچھا مسلمان بنانے کے لیے حکومتی وسائل استعمال کرے۔

حافظ عاکف سعید: ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ آئین سے انحراف اور غداری تو ہمارا حکمران طبقہ کر رہا ہے اور اس طرح کہ یہاں کے شہریوں اور مسلمانوں کو جو حقوق آئین دے رہا ہے، یہ طبقہ دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔

سوال : سانحہ صفورہ (کورنگی کراچی) میں ملوث پکڑے گئے چند افراد کا سابقہ تعلق تنظیم اسلامی اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ساتھ رہا ہے۔ آپ کے خیال میں کیا وجہ ہوئی کہ وہ لوگ تنظیم چھوڑ گئے، یا تنظیم سے نکالے گئے اور پھر اس طرح کی سنگین کارروائی میں ملوث ہوئے؟

حافظ عاکف سعید :ان میں سے بعض لوگ ماضی میں تنظیم میں شامل ہوئے تھے اور بعض دوسروں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس قرآن سنے تھے ۔ میں یہاں ایک وضاحت کر دوں کہ جب آپ قرآن مجید کی بات کرتے ہیں تو قرآن مجید آپ کو پورے دین کی بات بتاتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کو قتال کی فرضیت کا حکم بھی ملا ہے اور دین کے غلبے کے حوالے سے نبی ﷺ نے جو جہاد وقتال کیا وہ بھی تو قرآن کا حصہ ہے۔ جب آپ درس قرآن بیان کریں گے تو یہ ساری چیزیں سامنے آئیں گی۔ جیسے اقبال نے کہا تھا کہ یہ اللہ کی رسی ہے اسے مضبوطی سے تھامو۔ لیکن آج مسلمانوں کے زوال کا اصل سبب یہی ہے کہ قرآن کو چھوڑے بیٹھے ہیں اور بھٹک رہے ہیں ۔قرآن میں مکمل جامعیت ہے اور پورا پیغام موجود ہے، اس کی روشنی میں بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے علماء اور بڑے بڑے آئمہ کی راہنمائی میں، آج کے دور میں مسلمان ملکوں میں دین کو قائم کرنے کے لیے جو طریقۂ کار بیان کیا ، وہ بالکل واضح ہے ۔ ہماری پوری تصانیف اور لٹریچر میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ مسلح جہاد صرف اُسی کافر ومشرک کے خلاف ہوگا جو جنگ پر آمادہ ہو۔ ورنہ مسلمان ممالک میں جہاں مسلمان ہی حاکم ہیں اور وہ اللہ کے دین کو نافذ نہیں کر رہے، جبکہ آپ چاہتے ہیں کہ یہاں اللہ کا دین نافذ ہو تو ان کے خلاف تلوار نہیں اُٹھائی جائے گی ۔ مسلمان حکمران کے خلاف مسلح خروج کی شرائط بہت کڑیں ہیں اور آج کے دور میں ان کو پورا کرنا ممکن نہیں ہے ۔آج ریاست اور حکومت دو الگ الگ ادارے شمار ہوتے ہیں ۔ اگر آپ کسی حکومت کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں کہ یہ ہمیں ہمارا حق نہیں دے رہی تو مروجہ جمہوری نظام آپ کو اس کی پوری اجازت دیتا ہے ۔ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مسلمان ملکوں میں اللہ کے دین کو قائم کرنے کی پُرامن جدوجہد کی جائے۔ ہاں! ہمارے اوپر تشدد ہوسکتا ہے، اس لیے کہ اگر حکمران یہ نظام نہیں چاہتے تو وہ ہمارے اوپر لاٹھی چارج بھی کروائیں گے ۔ ہوسکتا ہے وہ فائرنگ اسکواڈ بھی کھول لیں ۔تو جو لوگ اس کام کے لیے نکلے ہیں وہ خود پرامن ہوں گے، غیر مسلح ہوں گے۔ ان کے ساتھ اگر کوئی ظلم ہوتا ہے تو وہ اللہ کے راستے میں ہو رہا ہے ، صحابہ کرامؓ پر بھی ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹے تھے، مکی دور میں صحابہ کرامؓ نے تلوار نہیں اٹھائی تھی ۔تو اس تشدد کو ہم اللہ کے لیے جھیلیں اور اس کا اجر اللہ سے پائیں گے لیکن پُرامن احتجاج کرتے رہیں گے۔ بہرحال جو قرآن مجید کا درس سنے تو اس کے سامنے دین کی پوری بات آجاتی ہے ۔لیکن جو بات پوری نہ سنے اور ادھوری سن کے چلا جائے تو اس سے

معاملات گڑ بڑ ہوتے ہیں۔ چنانچہ سانحہ صفورہ میں ملوث بعض افراد نے ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا کوئی درس قرآن سنا ہو، قریب آئے ہوں لیکن جو لوگ تنظیم اسلامی میں ہیں، وہ اچھی طرح آگاہ ہیں کہ ہمارا طریقہ کار مسلح جدوجہد کا نہیں بلکہ پُرامن جدوجہد کا ہے۔ جن لوگوں کو تنظیم کے اس بنیادی فکر اور طریقہ ٔ کار سے اختلاف ہوتا ہے انہیں تنظیم سے نکال دیا جاتا ہے۔ حکومت کی طرف سے پکڑے گئے بعض ایسے لوگ تھے جنہوں نے تنظیم کے اندر انتشاری فکر پھیلانا شروع کیا تو انہیں بھی تنظیم سے نکالا گیا اور بعض لوگ یہ دیکھتے ہوئے کہ ان کی اپنی سوچ تنظیم اسلامی کی سوچ سے الگ ہے تو وہ خود ہی الگ ہوگئے۔ چنانچہ سانحہ صفورہ میں جن کے نام آئے ہیں وہ تقریباً 8، 9 برس قبل تنظیم سے الگ ہو چکے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا : بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ طریقہ کار کے حوالے سے قرآن وسنت اور مکی دور کی مثالیں دینے کے علاوہ آج کی دنیا سے بھی مثالیں دیا کرتے تھے۔ وہ خاص طور پر کہا کرتے تھے کہ جب گاندھی نے ہندوستان چھوڑو کی تحریک شروع کی تو خالصتاً عدم تشدد کی بنیاد پر کی تھی۔ جب وہ تحریک زور پر تھی تو ہندوستان کے ایک علاقے ''چورا چوری'' میں مظاہرین نے تھانے پر حملہ کر دیا۔ اس پُرتشدد واقعہ کی وجہ سے گاندھی نے اتنی بڑی تحریک کو کال آف کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب اکثر یہ مثال دیا کرتے تھے۔

حافظ عاکف سعید : حضور ﷺ نے مکی دور میں عدم تشدد کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ بلکہ صحابہ کرام کو یہ حکم تھا کہ (کفوا ایدیکم) تم اپنے ہاتھ باندھے رکھو۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ پھر مسلمانوں کو اگلا مرحلہ بھی نصیب ہوا کہ جب اللہ کا دین قائم اور غالب ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ گاندھی کا یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ ''میں نے عدم تشدد کا فلسفہ محمدؐ سے سیکھا ہے''۔ بحیثیت مسلمان ہمارے لیے مناسب راستہ یہی ہے کہ ایک مسلمان ملک جہاں حکمران بھی مسلمان ہوں اور عوام بھی مسلمان ہوں، وہاں اللہ کا دین قائم اور غالب کرنے کے لیے پُرامن جدوجہد کریں۔ جیسا کہ ابھی ہم نے سود کے خلاف تحریک شروع کی ہے، جس میں ہم بالکل پرامن رہے، ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ اپنے ملک کی کوئی سٹریٹ لائٹ اور سگنل توڑنا بھی غلط ہے، اگر ہم کسی پبلک پراپرٹی کو نقصان پہنچاتے ہیں تو یہ ہمارا اپنا نقصان ہے۔ اس لیے ہم نے ایک سوچا سمجھا طریقہ کار اختیار کیا ہوا ہے۔ الحمدللہ ہم اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔

سوال : تنظیم کے اندر مختلف نظریات کے حامل لوگ آتے ہوں گے۔ اگر کوئی متشدد ذہنیت کے لوگ آجائیں جن کے عزائم غلط ہوں تو تنظیم کے پاس اس طرح کے لوگوں کی سکینگ کا کوئی میکینزم ہے کہ جس کے ذریعے تنظیم ان کی نشاندہی کرے تاکہ ایسے لوگوں کی اصلاح ہوسکے۔

حافظ عاکف سعید : الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی اس بارے میں فرمائی ہے اور جو نظام ہم نے ترتیب دیا ہے، اس کے مطابق جو بھی آدمی تنظیم کا رفیق بنتا ہے، نہ صرف اس کا تفصیلی انٹرویو لیا جاتا ہے بلکہ اس کے سارے کوائف بھی تحریری طور پر لیے جاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ تنظیم میں کیوں شامل ہو رہے ہیں؟ پھر اس کو ایک اجتماعیت کا حصہ بنا کر مسلسل زیر تربیت رکھا جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہماری نگاہوں میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ تنظیم کا فارم پُر کر کے چلا گیا اور ہمیں اس کا پتا ہی کچھ نہ ہو۔ ہمارا نظم یہ ہے کہ ہم ہر شخص سے رابطہ بھی رکھتے ہیں اور اس کو ایک نظام کے اندر رکھتے ہیں تاکہ اس کی ذہنی اور عملی اصلاح بھی ہو۔ ہمارا اصل مقصد تو اللہ کو راضی کرنا

> **تنظیم اسلامی جس طرح آئین وقانون کی پاسداری کرتی ہے ہمارے حکمران بھی اس طرح آئین وقانون پر عمل نہیں کرتے**

اور آخرت کے خسارے سے بچنا ہے لہٰذا اس کے تقاضے ہر رفیق تنظیم پر واضح کرتے ہیں اور اس کے لیے تنظیم اپنی ذمہ داری محسوس کرتی ہے کہ جو شخص آگیا ہے اس کی تربیت بھی ہم نے کرنی ہے اور جو کیڈرز معین ہوتے ہیں وہ اس بنیاد پر ہوتے ہیں کہ کس شخص کی تنظیم کے اندر کتنی سٹینڈنگ ہے اس کی Commitment کتنی ہے، اس کی سوچ کیا ہے، اس کا عمل کیسا ہے اور اس کا کردار کیسا ہے؟ الحمدللہ۔ یہ چیزیں ہم نے دین سے ہی سیکھی ہیں اور یہ طریقہ کار ہمارے لیے بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ ورنہ جس وقت تنظیم بنی تھی اس وقت ملک میں اس قسم کے حالات یا اس قسم کی فتنہ اندازی کا تصور بھی نہیں تھا۔ لیکن یہ پورا نظام ایسا ہے کہ کوئی شخص بھی ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ پھر جو عہدے اور ذمہ داریاں دی جاتی ہیں وہ تنظیم سے لمبی رفاقت اور بہت سے معیارات پر پرکھنے کے بعد دی جاتی ہیں۔

سوال : اگر کوئی شخص تنظیم کا ممبر ہو اور اس کے نظریات اور خیالات متشدد ہو جائیں تو آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟

حافظ عاکف سعید : ایسے فرد کو ہم پہلے وارننگ دیتے ہیں کہ ان ایسے نظریات سے دستبردار ہو جاؤ جو تنظیم کی فکر کے مطابق نہیں ہیں۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر کوئی ایسی سوچ رکھتا ہے تو وہ اس کا حق ہے لیکن پھر وہ تنظیم میں نہیں رہ سکتا۔ اگر ہم نے یہ تنظیم بنائی ہے تو اس کی اپنی کچھ مبادیات ہیں، اصول ہیں، بنیادی فکر، سوچ اور لائحہ عمل ہے، جو اس سے اتفاق کرے گا وہی اس تنظیم میں رہے گا۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا شخص جو تنظیم میں رہتے ہوئے تنظیم کے نظام العمل سے باہر نکل رہا ہے اس کو وارننگ دی جاتی ہے اور اگر باز نہ آئے تو تنظیم سے اس کا اخراج کر دیا جاتا ہے۔

سوال : بیگ صاحب! ہم دیکھتے ہیں کچھ جماعتوں پر بوجوہ پابندی لگا دی جاتی ہے۔ سانحہ صفورہ یا ایسے ہی کسی واقعہ کو بنیاد بنا کر خدانخواستہ تنظیم کے خلاف کوئی اقدام ہوتا ہے تو اس صورت میں آپ کا طرز عمل کیا ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا : یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ تنظیم اسلامی آئین اور قانون کے تحت کام کرتی ہے۔ قانون کی خلاف ورزی تو دور کی بات ہے، ہمارے جو مظاہرے ہوتے ہیں ان میں ٹریفک کی روانی تک متاثر نہیں ہوتی۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ تنظیم اسلامی جس انداز سے آئین اور قانون کی پاسداری کرتی ہے، ہمارے حکمران بھی اس انداز میں آئین پر عمل نہیں کرتے۔ ہم قانون کے مطابق چل رہے ہیں خدانخواستہ کسی پابندی کی صورت میں ہم عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عدالت ہمارے ماضی کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہمارے لائحہ عمل کو دیکھتے ہوئے کسی بھی صورت میں حکومت کی اس غیر قانونی حرکت کو جائز قرار نہیں دے گی اور حکومت کے غیر آئینی حکم کو فوراً کالعدم قرار دے گی۔

حافظ عاکف سعید : اگر تو اس ملک کے اندر رتی بھر بھی جمہوریت باقی رہی، جیسا کہ ابھی حالیہ دنوں میں جو فیصلہ آیا ہے کہ دستور کی اہم ترین شقوں میں سے ملک کا جمہوری ریاست ہونا سب سے زیادہ مقدم ہے تو پھر تنظیم اسلامی پر پابندی کی نوبت کبھی نہیں آئے گی، ان شاء اللہ۔ لیکن اگر یہ جمہوری ریاست نہ رہے، یہاں فاشزم آجائے یا کچھ اور ہو جائے اور اہل حق کے اوپر ناحق ظلم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ہمیں صبر کی توفیق دے گا۔ چونکہ ہم جو بھی کر رہے ہیں، اللہ کی رضا کے لیے اور اپنی اخروی نجات اور فلاح کے لیے کر رہے ہیں تو اس راستے میں جو بھی تکالیف اور مشکلات آتی ہیں، ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ وہ ہمیں صبر واستقامت سے جھیلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جاسکتی ہے۔

☆بنکاری کا نظام عیار اور مکار یہودی ذہن کی پیداوار ہے۔اس نظام کی بدولت انسان کے اندر سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے:حافظ عاکف سعید

☆مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی اصل وجہ سودی نظام کو اختیار کرنا ہے:مولانا نجیب اللہ طارق

☆اس وقت پورے ماحول میں سود کے اثرات موجود ہیں۔کوئی فرد بھی سود کی گردوغبار سے بچا نہیں:مفتی محمد طیب

☆ایک ایجنڈا پر علماء، قائدین، دینی جماعتوں کے رہنما اکھٹے ہو کر سود کو ختم کیا جائے:سردار ظفر خان

☆ہمارے ملک میں بینکنگ کے نظام میں سود کی ایک کڑی نکال دی جائے تو پورا سسٹم زمین بوس ہو جائے:اوریا مقبول جان

تنظیم اسلامی فیصل آباد کے زیر اہتمام مدینہ بینکویٹ ہال سمن آباد میں ''سود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی روداد

مرتب: ابوہارون

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام تحریک انسداد سود مہم کا آغاز 15 نومبر 2015ء کو پورے پاکستان میں ہوا۔مختلف مقامات میں، ہینڈ بلز، بروشرز اور پمفلٹ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کئے گئے اور سیمینار بھی منعقد ہوئے۔سود سے آگاہی پیدا کرنے کے لئے مختلف شہروں میں مظاہرے بھی کیے گئے۔جن میں بینرز اور پلے کارڈز کے ذریعے بھی یہ پیغام عام کیا گیا۔تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد نے انسداد سود کے سلسلہ میں 28 نومبر 2015ء کو سیمینار بعنوان!''سود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ'' کے عنوان سے مدینہ بینکویٹ ہال سمن آباد میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا، جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی اور تمام مسالک کے علماء کرام، دانشور اور اکابرین تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم پر اکھٹے ہوئے۔مقررین نے قرآن اور سنت کو بنیاد بنا کر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور لوگوں کے دلوں کو گرمایا اور سود کی لعنت کے خلاف ان کے جذبات کو بیدار کیا۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے ادا کیے۔

مسلک اہل حدیث کے نامور عالم مولانا نجیب اللہ طارق نے کہا مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی اصل وجہ سودی نظام کو اختیار کرنا ہے۔جو آدمی کہتا ہے سود کا متبادل نظام نہیں ہے تو وہ قرآن حکیم کی نفی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا اور Alternate نہیں دیا یہ اللہ پر بدگمانی ہے۔دنیا میں اس وقت ستاون(57) اسلامی ممالک ہیں۔اس کے باوجود امت مسلمہ کی بربادی اور ذلالت کیوں ہے؟ ہمارے دشمنوں نے سوچا مسلمان ترقی کیوں کر رہے ہیں؟ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کے ساتھ تو اللہ کی نصرت ہے۔انہوں نے سوچا مسلمانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے توڑا جائے، اللہ کو ان سے ناراض کردو بلکہ اللہ سے جنگ کے لئے انہیں آمادہ کردو۔پس مسلمان ممالک میں سود اور بے حیائی کے چلن کو عام کردو، یہ ہے ہماری بربادی کا اصل سبب!!

جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم مفتی محمد طیب نے کہا کہ اس وقت پورے ماحول میں سود کے اثرات موجود ہیں۔کوئی فرد بھی سود کے گردوغبار سے بچا نہیں۔ہماری بربادی کا دوسرا بڑا سبب!ناپ تول میں کمی ہے، ناپ تول میں یہ بھی داخل ہے ملاوٹ کی جائے، دوسروں کے حقوق میں کمی کوتاہی کی جائے۔منبر و محراب میں حق بیان نہ کرنے سے بھی حق تلفی ہوتی ہے۔انجمنیں اور تنظیمیں جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کر رہی ہیں انہی کی بدولت اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم سے ٹلا ہوا ہے۔

جماعت اسلامی کے ضلعی امیر سردار ظفر خان نے اپنے بیان میں کہا کہ جتنی بڑی بُرائی ہو، جتنی بڑی ضلالت ہو، اتنی بڑی کوشش اس کو رفع کرنے کے لیے مطلوب ہوتی ہے۔علماء، قائدین، دینی جماعتوں کے رہنما ایک ایجنڈا پر اکھٹے ہو کر دھرنا دیں کہ سود کو ختم کیا جائے۔صدر پاکستان کا قوم پر احسان ہے کہ انہوں نے سوئی ہوئی قوم کو جگایا ہے اور کھڑے پانی میں پتھر پھینک کر ہلچل مچائی ہے۔یہ قوم سود کو ختم کر کے ہی دم لے گی۔ان شاء اللہ۔

دانشور اور کالم نگار اوریا مقبول جان نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ قرآن مجید میں دو باتیں بڑی کمال کی ہیں، یہ کہ ایسا لگتا ہے سود خور کو شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔کہتے ہیں سود بھی تو تجارت کی ہی ایک قسم ہے۔ہمارے ملک میں بینکنگ کے نظام میں سود کی ایک کڑی نکال دی جائے تو پورے کا پورا سسٹم زمین بوس ہو جائے گا۔پورا سسٹم سود کے اوپر کھڑا ہے۔مجھے لوگ کہتے ہیں تم یہود کے خلاف اتنا کیوں بولتے ہو تو میں کہتا ہوں قرآن میں 37% اللہ ان کے خلاف بولتا ہے تو میں کیوں نہ بولوں؟ پینتالیس سو کارپوریشن ہیں، ان کے اوپر پانچ سو کارپوریشن ہیں اور اس پر بیس بنک ہیں جو ان کو کنٹرول کرتے ہیں۔یہ بیس بنک بھروسا بیچتے ہیں۔سادہ کاغذ کے اوپر لکھ دیا جاتا ہے یہ 10,000 کا نوٹ ہے۔جو گھوم گھما کر بنک کے پاس لاکھوں کا بن کے آتا ہے۔پاکستان کی ٹوٹل ورتھ 323 ارب روپے ہے اور پاکستان کی حکومت نے جو نوٹ جاری کیے ہیں وہ 970 ارب روپے کے ہیں جس ملک کا کاروبار جھوٹ پر چلتا ہو، جبکہ اللہ کہتا ہے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔آج پاکستان کا ہر بندہ اپنے اکاؤنٹ میں پیسہ نکالنا چاہے تو بنک کے پاس ان کو دینے کے پیسے نہیں

ہیں۔ بنک کا نظام آرٹیفیشل ہے۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے صدراتی خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ اخلاق عالیہ کے بلند ترین مرتبے پر فائز تھے۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ کیوں بیان کیے سود کا سب سے ہلکا درجہ ماں کے ساتھ نکاح کرنا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود کس قدر قبیح جرم ہے۔ لیکن ہم اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ 35 سالوں سے یہی کہتے آئے ہیں۔ اس ایک نکاتی ایجنڈا پر قوم اکھٹی ہو کر میدان میں نکلے، ممکن ہے ہم عذاب خداوندی سے بچ جائیں۔ یہ غیر منصفانہ نظام جو اِس وقت ہم پر مسلط ہے اس کا سب سے بڑا ہتھیار یہی سود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سود خور درندے کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور محروم طبقات جن کو اپنے بچوں کو دو وقت کی روٹی نہیں ملتی وہ بھی حیوان کی سطح پر آجاتے ہیں۔ سود خور درندے اور بھیڑے ہیں۔ اقبالؒ نے سو سال پہلے یہ کہا تھا ''یہ جو بنکاری کا نظام ہے یہ عیار اور مکار یہودی ذہن کی پیداوار ہے۔ اس نظام کی بدولت انسان کے اندر سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ یہی بات کہتے رہے کہ اس ملک سے فحاشی، عریانی اور سودی نظام ختم ہو سکتا ہے اگر دینی جماعتیں ملک گیر تحریک چلائیں۔ وہ ہمیشہ دینی جماعتوں کو کہتے رہے کہ اس راستہ پر آئیں یہی واحد حل ہے، یقین ہے جب بھی دینی جماعتیں اکھٹی ہوں گی عوام بھی ان کے ساتھ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی انداز میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سیمینار والے دن صبح صادق سے ہی ملحقہ بڑے چوک میں سود کی برائی سے آگاہ کرنے کے لئے کیمپ لگایا گیا۔ اس بڑے چوک سے نکلنے والی بڑی سڑکوں پر چہار جانب بڑے بڑے بینرز اور فلیکسز آویزاں کی گئیں۔ وہاں سے گزرنے والا کوئی شخص اس پیغام کو پڑھے بغیر گزر نہیں سکتا تھا۔ یہ کیمپ مغرب تک لگا رہا۔ جس کے دوران سود سے متعلق لٹریچر بھی لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس پیغام کی پذیرائی کا نتیجہ تھا کہ سیمینار میں ایک ہزار سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ لوگوں نے جس ذوق وشوق سے شرکت کی، الحمدللہ وہ ہماری توقعات سے بڑھ کر تھا۔

☆☆☆

بقیہ : کار تریاقی

کے حالات پر بعض اوقات قبل از اسلام ہندوستان کا بھی گمان ہوتا ہے۔ جہاں مخصوص طبقوں کو خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ اچھوت ہر قسم کے انسانی حقوق وانصاف سے کلیتاً محروم تھے۔ اسلام نے آ کر مساوات عطا کی۔ آج عوام الناس اچھوت کا مقام رکھتے ہیں۔ ووٹ (جبراً) کے سوا ہر حق سے محروم! خطِ غربت سے نیچے سسکتی 50 فیصد آبادی۔ 90 لاکھ رہائشی گھروں کی قلت کی خبر کے ساتھ ہی خوشخبری یہ تھی دوسری خبر میں۔ اسلام آباد میں جدید سہولیات سے آراستہ جیل تعمیر کرنے کا فیصلہ جس میں مردوں، عورتوں کے بیرک الگ ہوں گے (اسلام پسند قیدیوں کی سہولت کے لیے!) شاید منشور میں یہ وعدہ کیا ہو۔ ہم برسر اقتدار آ کر ملک میں جیلوں کا جال بچھا دیں گے!

مزید مہربانی عوام پر یہ بھی تو کی ہے کہ عوام کے لیے ڈیزل پورے 3 روپے نصف جس کا مبلغ ڈیڑھ روپیہ ہوتا ہے، سستا کر دیا گیا ہے۔ 3 روپے میں روٹی کا ایک تہائی ٹکڑا مزید خطِ غربت کے نیچے والوں کو مل جائے گا حاتم طائی کی قبر پر ماری گئی تازہ لات سے! خود سول ملٹری وزرائے اعظم کے دوروں کے اربوں کے اخراجات ملاحظہ ہوں۔ ذرا یومیہ تینوں بڑوں کے کچن اخراجات کا تخمینہ بھی معلوم کیجئے۔ عوام کے لیے کیا ہے؟ کئی ٹن بدبودار بھارتی کلیجی جو چھاپہ مار کر اٹھائی گئی۔ اہلکاروں کی حالت (بدبو سے) غیر ہو گئی۔ رہنے کو جیل کھانے کو کلیجی حاضر تھی نجانے معجزاتی طور پر کیونکر پکڑ لی۔ وگرنہ چھکے چھڑا دینے والے مرچ مصالحے میں پکا دی جاتی تو بدبو کی ہوش کہاں رہتی۔ جا بجا بھارت کا کلیجہ چبایا جا رہا ہوتا۔

تاریخ کے اوراق پلٹیے۔ عوام کے حق میں رحمت بن کر چھا جانے والے اسلام کی یاد میں آپ رو دیں گے جو محمد بن قاسمؒ اس سرزمین پر لے کر اترا تھا۔ سیرت وکردار کی تشکیل کے نئے پیمانے کیا تھے؟ ایک جھلک غیاث الدین بلبن کی اولاد کو نصیحت میں دیکھیے۔

امور جہاں داری میں خدا کے بندوں کے ساتھ اس طرح معاملہ کرے اور اس طرح پیش آئے کہ اس کے امر وامارت، قول وفعل، اخلاق واوصاف سب سے متاثر ہو کر راہِ شریعت پر چلنے کی توفیق ہو۔ فسق وفجور اور گناہوں سے لوگ عبادت اور نیک کاموں کی طرف آ جائیں۔ دنیا میں احسان اور آخرت میں نجات کے مستحق ٹھہریں۔ یہ ہے اسوۂ حکمرانی! جب کہ یہاں؟

ہماری دنیا کو دوزخ بنا دیا اور پھر ۔۔۔ زمیں پہ اپنے لیے جنتیں بنائی گئیں

☆☆☆

تنظیمی اطلاعات

حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی مقامی تنظیم ''جہلم'' میں ساجد سہیل کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی جانب سے مقامی تنظیم جہلم میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 2015ء میں مشورہ کے بعد ساجد سہیل کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب جنوبی کی مقامی تنظیم ''ملتان شمالی'' میں مرزا قمر رئیس کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم ملتان شمالی میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 2015ء میں مشورہ کے بعد مرزا قمر رئیس کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم ''ماڈل ٹاؤن'' میں منعم اویس کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور غربی کی جانب سے مقامی تنظیم ماڈل ٹاؤن میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 2015ء میں مشورہ کے بعد منعم اویس کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے حوالہ سے 14 سوال اور ان کے جوابات (قسط:6)

2002ء سے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کی جانب سے ریمانڈ شدہ انسداد سود کا ایک نہایت اہم مقدمہ فیڈرل شریعت کورٹ کے پاس معرض التوا میں پڑا تھا، جسے اب کورٹ میں تنظیم اسلامی کی کوششوں سے سماعت کے لیے فکس کر دیا گیا ہے۔ اب تک اس ضمن میں چار مختصر سماعتوں کی نوبت آ چکی ہے۔ کورٹ کی جانب سے معاملے کی وضاحت کے لیے چودہ سوالات پر مشتمل ایک سوال نامہ جاری کیا گیا تھا جس کی روشنی میں فاضل عدالت از سر نو فیصلہ سنائے گی۔ ان سوالات کے جوابات شعبہ تحقیق کے سربراہ حافظ عاطف وحید نے اہل علم کی آراء کی روشنی میں تیار کیے ہیں اور انہیں کورٹ میں ''داخل دفتر'' کروا دیا گیا ہے۔ معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اور ابلاغ عامہ کی غرض سے ان سوالات کے جوابات قارئین کے لیے بھی پیش کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

Question 5: What is the "Illat" علت or legal cause of the prohibition of Riba? What is the moral and legal aspects of its prohibition in the light of Quran, Sunnah of the Holy Prophet and the views of Jurists of various schools of though? Whether the legal maxim ''الحکم یدور مع العلۃ وجوباً و عدماً'' can be applied in the case of Riba?

ترجمہ: ربا کی حرمت کی علت کیا ہے؟ اور قرآن وسنت اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کی رائے میں اس کے اخلاقی اور قانونی مضمرات کیا ہیں؟ کیا ''الحکم یدو رمع العلۃ وجوباً و عدماً'' کے فقہی قاعدہ کا اطلاق ربا کے مسئلے پر بھی ہو سکتا ہے؟

جواب: کسی اصول کی علت کو اس کی حکمت کے ساتھ الجھانا نہیں چاہیے۔ درحقیقت علت ایک ایسی غیر مبہم اور غیر متغیر خاصیت ہے جس پر قانون کے اطلاق کا انحصار ہوتا ہے۔ علت کو ''اصل'' کے ایک ایسے وصف کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو مستقل اور واضح ہے، اور قانونِ شریعت سے خاص تعلق کا حامل ہے۔ یہ کوئی حقیقت، واقعہ یا مصلحت ہو سکتی ہے جسے مدنظر رکھتے ہوئے قانون دہندہ نے کوئی حکم جاری کیا ہو۔

حکمت سے مراد وہ بصیرت، دانش اور سببِ عقلی ہے جس کی بنیاد پر کوئی قانون ترتیب دیا جاتا ہے۔ حکمت کا مقصد فائدہ پہنچانا اور نقصان سے بچانا ہے، جس کے سبب اسے کسی قانون کی تشکیل کے حتمی مقصد کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

چونکہ کسی قانون کے پس منظر میں کارفرما حکمت پوشیدہ اور غیر واضح ہوتی ہے یا پھر تغیر پذیر، اس لیے قانون سازی کے لیے علت کو بنیاد بنایا جاتا ہے جو واضح، معین اور غیر متغیر صفات کی حامل ہے جبکہ حکمت نہ تو مستقل ہوتی ہے اور نہ ہی حتمی طور پر اس کی تعیین ممکن ہے۔

ایک مثال سے علت اور حکمت کے مقاصد کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ حق شفعہ کے اصول کے تحت، کسی غیر منقولہ جائیداد کے مشترکہ مالک یا ہمسائے کا یہ حق مقدم ہے کہ جب بھی اس کا ساجھی یا ہمسایہ اسے بیچنے کا قصد کرے، وہ اس جائیداد کو خرید سکے۔ حق شفعہ میں علت خود مشترکہ ملکیت ہے جبکہ اس قانون کی حکمت یہ ہے کہ شراکت دار/ پڑوسی کو اُس ممکنہ نقصان سے بچایا جا سکے جو یہ جائیداد کسی فریق ثالث کو فروخت کرنے کی صورت میں انہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہاں جس جسمانی یا ذہنی تکلیف کو روکنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ ضروری نہیں کہ واقعتاً اس کا ظہور بھی ہو۔ یوں حکمت مستقل نہیں ہے۔ لہٰذا حق شفعہ کی علت مشترکہ ملکیت ہے جو حکمت کے برعکس مستقل اور غیر مبدل ہے کیونکہ حالات کے تبدیل ہونے سے اس میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ چنانچہ جائیداد بیچنے والے کے شراکت دار یا پڑوسی کا یہ استحقاق قائم رہتا ہے کہ وہ ایسی صورت میں بھی کسی عام خریدار کے مقابلے میں اپنے حق کا مطالبہ کر سکیں جب فریق ثالث کو جائیداد کی فروخت انہیں کسی قسم کے نقصان، پریشانی یا زحمت سے دوچار نہ بھی کرے۔

قرآن وسنت کی نصوص اور اہل تاویل کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ربا کی ممانعت میں علت وہ اضافہ ہے جس کی کوئی متبادل قیمت/ قدر نہ ہو۔ ربا کی حرمت میں کارفرما حکمت یا برہان کا تعلق استحصال، ناانصافی اور ارتکازِ زر سے ہے۔ اسلامی قانون میں کسی اصول کی بنیاد علت کو بنایا جاتا ہے نہ کہ حکمت کو۔ ربا کے ضمن میں علت اصل زر میں وہ اضافی رقم ہے جسے ترتیب دیتے وقت اس کے مقابل کوئی بدل موجود نہ ہو۔ چنانچہ ایسا کوئی بھی معاہدہ جس میں اس نوع کی کوئی شق شامل ہو، سودی معاہدہ کہلائے گا، قطع نظر اس کے کہ یہ لین دین ناانصافی یا استحصال کا موجب بنتا ہے یا نہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ ہر سودی معاہدے کو ناانصافی (ظلم) اور ناجائز فائدے کی کسوٹی پر پرکھا جا سکے۔ ربا کا معاملہ چونکہ قانونِ عامہ سے متعلق ہے اس لیے ربا کے امتناع کے لیے قانونی ضابطہ تشکیل دینا ناگزیر ہے۔

Question 6: The criteria set by the Constiution for the Federal Shariat Court to declare any law repugnant to Islamic injunctions, is the Holy Quran and Sunnah of the Holy Prophet; in the presence of the clear injunctions of the Holy Quran and Sunnah of the Holy Prophet what is the value of the views of contemporary Ulema regarding the legality or illegality of any issue?

ترجمہ: آئین پاکستان میں ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کسی قانون کے اسلام کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ قرآن

وسنت کی بنیاد پر کرے گی۔ بنا بریں قرآن وسنت کے صریح احکام کی موجودگی میں کسی معاملے کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کے بارے میں ہم عصر علماء کی رائے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: شرعی مصادر میں یہ گنجائش موجود ہے کہ ایک قابل اور اہل مسلمان فقیہہ کسی مسئلے پر شریعت کا مؤقف واضح کر سکے۔ کسی الوہی قانون کی تشریح کے لیے کوئی بھی اہل فقیہہ اپنا یہ اختیار قرآن وسنت کی روشنی میں استعمال کرتا ہے (دیکھیے: سورۃ النساء، آیت83)۔ اگر اس کا نقطۂ نظر شریعت کے اصول، مقاصد اور مزاج کے مطابق ہو تو اسے قانونی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ آئین پاکستان میں یہ خلا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت صرف قرآن وسنت کے صریح احکام کی موجودگی میں کسی معاملے کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کے حوالے سے فیصلہ کرے۔ ماخذ شریعت میں کتاب وسنت کے بعد اجماع اور قیاس کا درجہ بھی آتا ہے۔ کئی احکام شرعی اجماع کے ذریعے اخذ کیے گئے ہیں، اسی طرح کئی احکام شرعی اجتہاد یعنی قیاس کے ذریعے بھی اخذ کیے جاتے ہیں۔ جس پر تقریباً تمام امت متفق ہے اگر امت کے کسی گروہ کا اس پر اختلاف بھی ہو تو کم از کم یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تمام مقلدین اور جمہور امت اس پر متفق ہے۔ لہٰذا کسی قانون کے مطابق یا مخالف اسلام ہونے کی پرکھ کے حوالے سے ہمیں آئین پاکستان میں اجماع اور قیاس کا بھی ذکر کتاب وسنت کے بعد کرنا چاہیے۔ اہل علم کے ہاں اس مسئلہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد کیا اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے یا علماء امت عصری مسائل پر اجتہاد کر سکتے ہیں؟ مذاہب اربعہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد آنے والی جید اور معتبر علمی شخصیات نے اپنے اپنے امام کے بعض اجتہادات سے اختلاف کیا بلکہ بعض صورتوں میں ان کے اجتہاد کے بالکل برعکس علمی مؤقف اختیار کیا اور ایسا بھی ہوا کہ بعد میں آنے والوں کا یہ علمی مؤقف راجح قرار پایا اور ان کے بعد میں آنے والے انہی کے مؤقف کو اختیار کرتے رہے اور اسی پر فتوے دیتے چلے آ رہے ہیں۔ خود فقہ حنفی میں امام اعظم ابوحنیفہ کے صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے بعض مسائل پر امام صاحب کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ اختلافات علمی دلائل کی بنیاد پر پیدا ہوتے تھے اور بعد میں آنے والے جید حضرات یہ سمجھتے تھے کہ ان کے امام معصوم نہیں تھے بلکہ ان سے اجتہادی غلطی ہو سکتی تھی۔ پھر ان میں سے بعض اختلافات کی نوعیت ایسی نہ تھی کہ مختلف فیہ مسئلہ میں محض اولیٰ اور خلاف اولیٰ کا تعین کیا جا رہا ہو بلکہ وہ اختلافات جواز وعدم جواز اور حلت وحرمت کے حوالے سے تھے۔ جیسے مزارعت (بٹائی کی بنیاد پر غیر حاضر زمینداری) کے مسئلہ کو ہی لے لیجیے تو امام اعظم اسے ناجائز سمجھتے تھے جبکہ امام ابو یوسف نے اس کے جواز کا مؤقف اختیار کیا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ خود ائمہ اربعہ کے مابین بھی ان کے اجتہادات کے حوالے سے نظر آتا ہے۔ امام شافعیؒ ائمہ ثلاثہ کی آراء کے برعکس مزارعت کی بعض صورتوں کو جائز سمجھتے ہیں۔

اسی نوع کا اختلاف ان کے ہاں مسلمان حکمرانوں کے خلاف خروج کے جواز اور عدم جواز پر بھی پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بھی معاملہ کے اسلامی یا غیر اسلامی قرار دیئے جانے کے حوالے سے معاصر علماء کی آراء کی اہمیت درج ذیل اعتبارات سے ہے:

۱۔ قرآن وسنت کے کسی حکم کے صریح ہونے کے بارے میں وہ رائے دے سکتے ہیں۔

۲۔ قرآن وسنت کے کسی بھی حکم کی شرح وتبیین اور تخصیص وتقیید کے حوالے سے عدالت کی معاونت کر سکتے ہیں۔

۳۔ اجماع اور قیاس سے اخذ کردہ احکام کی وضاحت اور تشریح کر سکتے ہیں۔

۴۔ ائمہ مجتہدین کے اجتہادات اور فقہی آراء میں سے کتاب وسنت کے قریب ترین ہونے کی بناء پر کسی رائے کو راجح قرار دے سکتے ہیں۔

۵۔ موجودہ دور میں ''اجتماعی'' اور ''ادارہ جاتی اجتہاد'' اسلامی فقہ کے غیر روایتی مسائل پر قانونی بحث اور شریعت کی ترجمانی کا ایک مقبول ذریعہ بن چکا ہے۔ فقہی مجالس کی آراء اور ان کے 'فیصلے' جو فقہاء ومجتہدین کے اجتماعی فیصلوں کا نتیجہ ہوتے ہیں' معتبر گردانے جاتے ہیں اور ان کی حیثیت مسلمہ ہوتی ہے۔

زیر نظر مسئلہ میں بھی اجتماعی اجتہاد کے مذکورہ بالا اداروں کی rulings کو انفرادی آراء کے مقابلے میں اسی بنا پر اضافی اہمیت حاصل ہے۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆رفیق تنظیم پھالیہ کو اپنی بیٹی، عمر21 سال، قد5 فٹ 10انچ، تعلیم ایم اے اسلامیات (جاری)، خوب صورت وسیرت کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0346-6453822

☆لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر24 سال، تعلیم ایم ایس سی کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0332-6758469

☆لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، مکینیکل انجینئر عمر30 سال، کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ، خوش شکل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:
0300-4124534 0332-4859190

دعائے صحت

☆تنظیم اسلامی کوئٹہ کے بزرگ رفیق محترم محمد رشید شدید بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم لانڈھی کے نقیب جناب محمد فہیم کے سسر وفات پا گئے

☆حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم ملیر کے نقیب خرم حسن کی والدہ وفات پا گئیں

☆حلقہ کراچی شمالی سرجانی ٹاؤن کے نقیب جناب عبدالصمد کے بڑے بھائی رحلت فرما گئے

☆تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے ملتزم رفیق عاطف اعجاز کے ماموں وفات پا گئے

☆تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے رفیق جناب وقاص یوسف کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں

☆حلقہ حیدر آباد کے ملتزم رفیق نواز علی لاکھو کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں

☆حلقہ حیدر آباد کے رفیق ریحان احمد کے سسر وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حلقہ لاہور شرقی کے تحت فہم القرآن کلاس کی اختتامی تقریب

فہم قرآن کلاس (7 ستمبر تا 31 دسمبر 2015ء) کی اختتامی تقریب کا انعقاد 5 جنوری 2016ء کو مرکز تنظیم اسلامی میں ہوا۔ تقریب میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید بطور مہمان خصوصی مدعو تھے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز شام 6:30 بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدازاں کلاس کوآرڈینیٹر شکیل احمد نے مکمل کورس کا تعارف کرایا۔ انہوں نے بتایا کہ اس کورس میں چار ماہ کے دوران عربی گرامر، علم النحو، علم الصرف، عربی صفوۃ المصادر مع لغات جدیدہ کا مطالعہ عدیل احمد آفریدی نے کرایا۔ ترجمہ قرآن جناب نور الوری اور محمد عظیم نے، تجوید حافظ حسین احمد اور منتخب نصاب شکیل احمد نے پڑھایا۔ اسی کلاس میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر شکیل احمد، فقہ و مسائل پر جمیل الرحمان عباسی نے اور اربعین نووی پر محترم رشید ارشد نے درس دیا۔ دل کی دنیا کے موضوع پر رشید ارشد صاحب کا درس بذریعہ ویڈیو پیش کیا گیا۔ جبکہ اضافی محاضرات میں جناب مولانا امین چترالی نے ''فضائل و مسائل قربانی''، پروفیسر قلب خاور بشیر نے ''قرآن مجید عظیم رحمت''، مختار حسین فاروقی نے ''اسوہ ابراہیمؑ'' اور ''انسان کے تخلیقی مراحل''، اویس پاشا قرنی نے ''فقہ کی اہمیت وضرورت'' اور ''حدیث کی اہمیت وضرورت'' شجاع الدین شیخ نے ''اجتماعیت کی اہمیت وضرورت''، چودھری رحمت اللہ بٹر نے ''عبادت رب''، ''شہادت علی الناس'' اور ''اقامت دین''، محمد عظیم نے ''دین کا ہمہ گیر تصور''، ''دینی فرائض کا جامع تصور'' ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' اور ''نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت'' پر جامع اور مدلل دروس دیے۔ سٹیج سیکرٹری نے شرکاء کا تعارف کرایا اور کلاس کے کچھ طلبہ نے اپنے اپنے تاثرات پیش کیے۔ آخر میں امیر محترم نے تقریب سے خصوصی خطاب فرمایا۔ انہوں نے سب سے پہلے طلبہ کو مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے حاضرین مجلس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج قرآن مجید سے دوری ہی امت کے زوال کا سبب ہے۔ ہمیں قرآنی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرامین پر عمل کرنا چاہیے اور دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے دین کے غلبے کے لیے اپنا تن من دھن لگا دینا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لیے ذہناً اور قلباً تیار ہوں گے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ کو اپنے دینی فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امیر تنظیم اسلامی کے خطاب کے بعد اسناد تقسیم کی گئیں جس میں اوّل، دوئم، سوئم آنے والے طلبہ کو انعامات سے بھی نوازا گیا۔ پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ قرۃ العین نے شرکاء کا اور کورس کے اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔ امیر محترم کی دلنشین دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کورس میں پڑھانے والوں، پڑھنے والوں اور انتظامی ذمہ داری ادا کرنے والوں کی محنتوں کو قبول فرما کر توشہ آخرت بنا دے اور ہمیں مزید آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: محمد طارق)

تنظیم اسلامی جاتلاں کے زیر اہتمام جی دارالسلام میں تربیتی پروگرام

24 دسمبر 2015ء کو نماز ظہر کے بعد تنظیم اسلامی جاتلاں حلقہ گجرخان کے زیر اہتمام رفقاء کا ماہانہ تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ محترم شبیر احمد کی تعارفی گفتگو سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ چودھری نائب حسین نے حضور ﷺ کی دعوتی سرگرمیوں، سفر ہجرت کے بارے میں بیان کیا۔ پروفیسر عبدالباسط نے آپؐ کی پیدائش سے ہجرت تک واقعات کا مختصراً ذکر کیا۔ پروفیسر صاحب نے بتایا کہ آپؐ بچپن میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ کعبہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپؐ نے حکمت سے حجر اسود کی تنصیب کا مسئلہ حل کرایا۔ مکہ والے آپؐ کے پرحکمت فیصلوں، امانت و دیانت، سچائی اور پاکبازی کے مداح تھے۔ اس کے بعد مقامی امیر محترم ظفر اقبال نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر امتی کا فرض ہے کہ وہ دعوت دین میں حصہ لے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے اور رب کے دیے ہوئے قرآن وحدیث کا نظام نافذ کرنے کی جدوجہد کرے۔ اس کے بعد سید محمد آزاد نے حضور ﷺ کی پیدائش سے مدنی زندگی تک مختصراً عام واقعات کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی مکی زندگی مشکلات سے عبارت ہے۔ مکہ کی گلیاں اور طائف کے بازار گواہ ہیں کہ آپؐ صبر وتحمل اور حکمت کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ مکی زندگی تربیت اور مدنی زندگی پُرحکمت فیصلوں کا دور تھا۔ مدینہ میں آپؐ نے میثاق مدینہ کے ذریعے تمام قوتوں کو یکجا کیا۔ کمال حکمت سے مواخات قائم کی۔ اس کے بعد غزوات کے ذریعے اسلامی ریاست کو وسعت دی۔ اللہ ہم سب کو بھی حضور ﷺ کے راستے کا راہی بنائے۔ آمین (رپورٹ: غلام سلطان)

وہاڑی میں انسداد سود سیمینار اور ریلی

تنظیم اسلامی وہاڑی کے زیر اہتمام 2 جنوری 2016ء کو بعد نماز مغرب گورنمنٹ ماڈل سکول کے خورشید ہال میں ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں امیر حلقہ محمد طاہر خاکوانی نے سود کی تاریخ اور پاکستان میں انسداد سود کی کوششوں پر خطاب کیا۔ ان کے بعد جمعیت اہلحدیث کے ضلعی ناظم مولانا غلام اللہ محمدی نے سود کی حرمت وخباثت پر روشنی ڈالی۔ سود کی حرمت پر محمد عرفان بٹ نے بھی خطاب کیا۔ پروگرام میں اوریا مقبول جان کا 20 منٹ کا خطاب سامعین کو سنایا گیا۔ پروگرام تقریباً 3 گھنٹے جاری رہا۔ الحمدللہ ہال اپنی تنگ دامنی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ 300 سے زائد لوگوں نے پروگرام کو نہایت دلجمعی سے سنا۔ ہال سے باہر کتابوں کا سٹال بھی لگایا گیا۔ اگلے دن (3 جنوری کو) ملتان، خانیوال اور حلقہ کے دوسرے مقامات سے رفقاء 10:30 بجے مرکز تنظیم شیخ کالونی وہاڑی میں جمع ہو گئے۔ 11 بجے ایک ریلی کی شکل میں مرکز سے روانگی ہوئی۔ ریلی کے ناظم عرفان بٹ نے رفقاء کو منظم انداز میں کنٹرول کیے رکھا۔ ریلی کلب روڈ سے ہوتی ہوئی جناح روڈ، کارخانہ بازار سے گزری۔ وہاڑی لاری اڈا پر بھی آدھا گھنٹہ قیام رہا اور ہینڈبل کافی تعداد میں تقسیم کیے گئے۔ تقریباً ایک بجے رفقاء واپس مرکز تنظیم پہنچے۔ اہلیان شہر وہاڑی نے اس منظم ریلی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور دادِ تحسین بھی دی۔ ریلی میں تقریباً سوا سو سے زیادہ رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے وطن عزیز کو اور پوری اسلامی دنیا کو سود کی خباثت اور لعنت سے چھٹکارا نصیب فرمائے۔ آمین (مرتب: شوکت حسین انصاری)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپیکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

How the Weste rn Leaders Terrorized Muslim World using Fake ‘Clash of Civilizations’ – Part 01

“A ‘war of religion’ is unfolding, with a view to justifying a global military crusade. In the inner consciousness of many Americans, the "holy crusade" against Muslims is justified. While President Obama may, apparently, uphold freedom of religion, the US inquisitorial social order has institutionalized patterns of discrimination, prejudice and xenophobia directed against Muslims.”

(Michel Chossudovsky, “America's Holy Crusade against the Muslim World”, Global Research, 8/30/2010)

Does the US war strategy require other nations to follow the American policy lead of war against all - the terrorism of war instigated by the Clash of Civilizations theory? Stephen Lendman *(“America's Permanent War Agenda” 3/01/2010)*, an American political intellectual and a man of universal conscience puts the history in one nutshell:

“America glorifies wars in the name of peace, what historian Charles Beard (1874 - 1948) called ‘perpetual war for perpetual peace’ in describing the Roosevelt and Truman administrations' foreign policies - what concerned the Federation of American Scientists when it catalogued about 200 post-1945 conflicts in which America was, and still is, the aggressor”

Many contemporary politicians having small wisdom coupled with big common sense information could lead or mislead the masses. People are always the end recipient of the political dramas and onslaughts. Samuel Huntington (“The Clash of Civilizations” 1993, and subsequently, The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order, 1995), argued many things to many minds. It was a time fraught with political tragedies and unthinkable changes after the demise of the former USSR from the global theater of ideological confrontations. It happened out of the nowhere sending shock waves to the Western political mythologists and self-made experts who would become irrelevant in their mastery of pretensions to pursue the ideological warfare between the USSR and USA.

Islam and China were at the epic center of the Huntington’s theory of the Clash of Civilizations. To many Western mythologists, it was a blessing in disguise to substantiate the continuity of their expertise with changed notions of militancy against Muslims and Islam as the next bloc of forces maintaining the “bloody borders.” Americana and European policy makers denied its existence but used its mythology and substantial framework to wage a new war according to George Bush ‘crusade’ against Islam. Huntington’s thoughts and warning were critical to the foreign policy makers operating under the influence of Western strategic priorities. There were visible political scenarios of clash of civilizations between the West and China-Islam axis, but the War on Terrorism served the purpose of all cherished policy objectives lasting more than a decade. The Western economies desperately needed new markets to dump their obsolete military hardware and know-how for expansion of businesses. But critical of all were the abundance of natural resources available across the Middle East to grab for future political hegemony and military control over these nations. Divided as they were, the Arab tribal clan-based rulers and other people of interest in the Muslim world made subservient to the American- West European political interests, were readily available to bring a Western dream of power and manipulation into reality.

From centuries of European colonization to the so called freedom time span after the WW2, Arabs and other Muslim societies had neither educated and intelligent leadership nor institutions to analyze the global affairs objectively and to develop a policy of mutual interests and strategic equilibrium in relations with the former Masters of the Western world. They were naïve and coward then, and they are proven dummy and stupid to this day. They willingly followed the George Bush dictum of military threats unless they should fully submit to the American doctrine of War on Terror. The US bogus War on Terror used the false pretext of the 9/11 attacks to pursue its pre-planned wars against the Muslim world.

<u>*Source adapted from:*</u> *Mahboob A. Khawaja, PhD*

اپیل بنام محترم ومکرم وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج بخیر

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ پاکستان کا قیام نظریہ اسلام کا مرہونِ منت تھا۔ دو قومی نظریہ نے ہندو اور مسلمان ہمسائے کو تو جدا جدا کر دیا لیکن بنگالی مسلمان کو ہزاروں میل دور پٹھان اور پنجابی سے جوڑ دیا۔ گویا نئی ریاست کی تشکیل کی بنیاد مذہب تھی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو کسی دلیل کی محتاج نہیں' محض پلٹ کر دیکھنے اور تاریخ کی شہادت کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے اقتدار اور ہر قیمت پر اقتدار کی اندھی ہوس پہلی مرکزی اسمبلی کی منظور شدہ قراردادِ مقاصد کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹ بن گئی اور گاڑی پٹڑی سے اتر کر مخالف سمت رواں دواں ہوگئی۔ اور ہم منزل سے دور سے دور ہوتے چلے گئے۔ نتیجتاً پاکستان سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر زوال پذیر ہوگیا۔ یہاں تک کہ 1971ء میں ملک ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا اور دولخت ہوگیا لیکن اس سانحہ سے ہم نے سبق نہ سیکھا۔ لہٰذا ملک اس ڈھلان پر مسلسل لڑھکتا جا رہا ہے یہاں تک کہ ایک بار پھر ہماری قومی سلامتی پر سوالیہ نشان لگ چکا ہے۔ آپ سے زیادہ اس بات پر کون متفکر ہوگا کہ آخر ہم آج اس حالت کو کیوں پہنچے ہیں۔ محترم وزیراعظم اگرچہ آج پاکستان میں نفاذ اسلام کی راہ میں بہت ہی رکاوٹیں ہیں لیکن ان میں سے سودی لین دین پر قائم معیشت ہماری اخروی فلاح اور دنیوی بہبود دونوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ رکاوٹ ایک ایسی چٹان کی صورت اختیار کر گئی ہے جس کا سرکایا جانا لازم اور ناگزیر ہے' وگرنہ تباہی اور بربادی ہمارا مقدر ہوگی۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں سودخوروں کے خلاف اپنے اور اپنے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ میں اگر ایسی ریاست کود جائے جس نے جنم لیتے وقت دنیا کو اپنا مطلب لا الٰہ الا اللہ بتایا تھا تو اُس ریاست کے انجام کا تصور ہی انتہائی بھیانک اور المناک ہے۔ محترم وزیراعظم آپ مذہبی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ قرآن سے بڑھ کر سچ آپ کو کہاں سے ملے گا اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہوگا۔ کیا امریکہ، مغربی دنیا بلکہ کُل کائنات کی قوتیں مل کر بھی اللہ اور رسول کے خلاف جنگ میں آپ کی کوئی مدد کر سکیں گی؟ لہٰذا سودی معیشت کا اپنانا انفرادی اور ریاستی سطح پر خودکشی کرنا ہے۔ پھر یہ کہ اس لعنت کی وجہ سے ہمیں آج بدترین مہنگائی اور بے روزگاری کا سامنا ہے۔ پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے بددیانتی اور بدعنوانی معاشرے میں در آئی ہے۔ عالمی سطح پر پاکستان کا امیج ایک بھکاری ملک کا ہے اور آپ کی ازحد کوششوں کے باوجود کشکول ابھی تک ہمارے ہاتھ سے چھوٹ نہیں سکا لہٰذا عالمی مالیاتی ادارے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے ہمارا بازو مروڑتے رہتے ہیں اور ہمیں بعض ناگوار فیصلے کرنا پڑتے ہیں۔ محترم وزیراعظم خدارا غور فرمائیں' یہ قوم جس کی عنان آپ تھامے ہوئے ہیں اگر اللہ اور رسول سے جنگ جاری رکھتی ہے تو دنیا میں ذلت و رسوائی سے کیونکر بچے گی اور آخرت میں اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ اللہ پر توکل کرتے ہوئے قوم کو سود کی لعنت سے نجات دلائیں۔ اللہ پاکستان ہی کو نہیں آپ کے اقتدار کو بھی استحکام بخشے گا۔ ان شاءاللہ!

نوٹ: ہم ان تمام حضرات کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں جنہوں نے سودی معیشت کے خلاف ملک گیر مہم میں ہم سے مالی اور عملی تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے' آمین!

من جانب: **تنظیمِ اسلامی** پاکستان

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

امیر: حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.03

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore